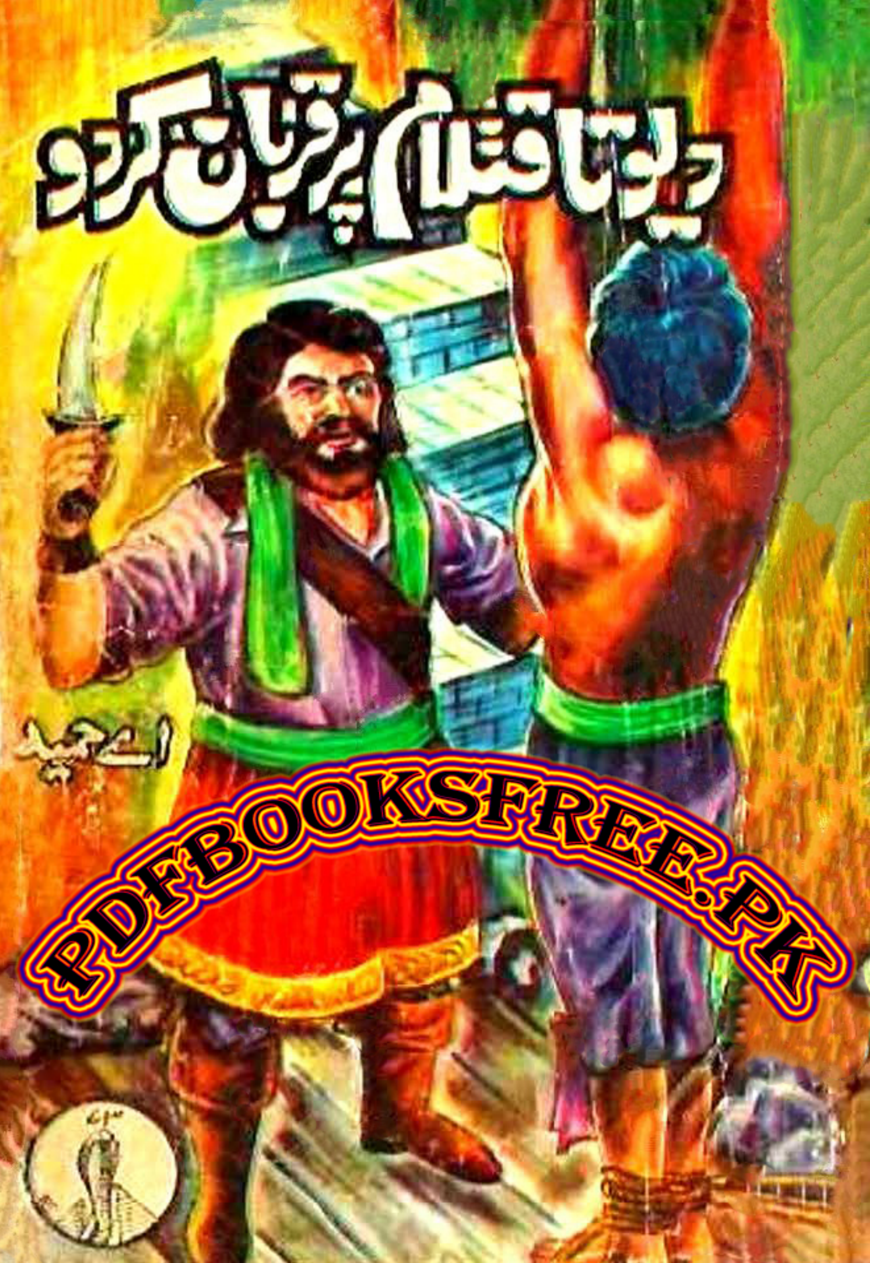
دیوتا قتلام پر قربان کردو
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

- خلائی لڑکی چٹکی بجا کر ہیما مالینی بن گئی
- سفید دستانے کا راز
- غار کا پُراسرار تہہ خانہ
- عنبر صلیب پر لٹک گیا
- طاقت کا راز — لمبے بال
- دیوتا قلام پر قربان کر دو

خلائی لڑکی چٹکی بجا کر ہیما مالینی بن گئی

ماریا اس بد معاش کا تعاقب کر رہی تھی۔

غیر آباد ویران مندر سے نکل کر وہ بد معاش مرد سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

پیارے بچو! آپ پچھلی قسط میں پڑھ چکے ہیں کہ ماریا آج سے تین ہزار سال پرانے ملک بابل کے دریا کے کنارے ناگ کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ایک بچے کو کی بانسری بجانے سے وہ غائب ہو کر ۱۹۸۳ء کے بھارت یعنی ہندوستان کے شہر بمبئی میں نمودار ہو گئی۔ ماریا کے اچانک بچھڑ جانے کی وجہ سے ناگ پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے ماریا کو کئی آوازیں دیں مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ ماریا غائب ہو کر اس سے جدا ہو چکی ہے تو وہ بوجھل دل کے ساتھ آگے روانہ ہو گیا۔ دل میں یہ امید لئے کہ شاید کسی دور میں، کسی بھی وقت اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی ماریا عنبر اور کیٹی سے دوبارہ ملاقات ہو جائے۔

ادھر عنبر کے بارے میں بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ چنگیز خان کے آنے پر دریا میں کود گیا اور دریا میں ڈبکی لگا کر باہر نکلا تو دنیا بدل چکی تھی اور وہ حضرت عیسیٰ کے دنیا سے چلے جانے کے پچاس سال بعد یروشلم کے علاقے میں نکل آیا تھا۔ وہ ایک گاؤں میں ایک عیسائی مزدور دانیال کے پاس رہنے لگا تھا۔ اس زمانے میں عیسائیوں پر روم کا بادشاہ بے پناہ ظلم کرتا تھا۔ اس لئے جو چند ایک عیسائی تھے وہ بے چارے چھپ کر عبادت کرتے تھے۔

عنبر نے بھی اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا تھا، اور [illegible] کے ساتھ رہنے لگا تھا۔ اس زمانے کے رومن لوگ [illegible] نامی ایک دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔

ناگ اس وقت ماریا، عنبر اور کیٹی کی تلاش میں اکیلا گھوڑے پر سوار چلا جا رہا ہے۔ خلائی لڑکی کیٹی بمبئی سے دور احمد آباد نامی شہر میں ایک لڑکی شہلا کے گھر میں نوکرانی بن کر رہ رہی ہے اور وہ بھی ناگ، ماریا اور عنبر کی تلاش میں وہاں سے نکلنے ہی والی ہے۔

ماریا بمبئی کے ایک جنگل میں نمودار ہو گئی تھی اور رات کے اندھیرے میں سمندر کے کنارے آکر بیٹھ گئی تھی کہ اس

نے دو انسانی سایوں کو آگے پیچھے سمندر کے کنارے ایک ویران مندر میں داخل ہوتے دیکھا۔ ماریا ان کے پیچھے گئی۔ مندر میں اس نے دیکھا کہ ایک سر منڈا بڑی بڑی مونچھوں والا بدمعاش آدمی ہے اور دوسری بے چاری ایک غریب نوکرانی قسم کی عورت ہے۔ یہ مرد اس عورت کو بلیک میل کر رہا ہے۔ اس بدمعاش نے اس غریب عورت کا پانچ چھ سال کا بچہ اغوا کر کے اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور اب اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ جگہ جگہ شہر کے گھروں میں جا کر نوکری کرے اور پھر ایک دن وہاں سے زیور روپیہ جو کچھ ملے چرا کر لائے اور اُسے دے دے۔ عورت ایسا نہیں کرنا چاہتی مگر وہ کہتا ہے کہ اگر روپے زیور گھروں سے چرا کر مجھے نہیں دو گی تو میں تمہارے بچے کو قتل کر دوں گا۔ بے چاری عورت مجبور ہو گئی ہے کہ اس بدمعاش مرد کی خواہش کو پورا کرے۔

جس وقت ماریا مندر میں گئی تھی تو وہ مرد اس مجبور و بے بس عورت کو کہہ رہا تھا کہ اب فوراً نئے گھر میں نوکری کرو اور وہاں سے جو کچھ ہاتھ لگے لا کر مجھے دے دو۔ اس نے منگل کا دن دیا ہوا تھا۔ عورت بے چاری آنسو بہاتی واپس چلی گئی تھی اور مرد اس کے بعد مندر سے نکل کر ایک طرف روانہ ہوا تھا۔ ماریا نے اس مرد کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ عورت منگل کو پھر اس مندر میں آنے والی تھی اور وہ اسے منگل کے دن بھی مل سکتی تھی۔ ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ بدمعاش آدمی اصل میں کون ہے اور اس کا تعلق کس گروہ سے ہے۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے لگ گئی تھی۔

اب آپ کو صحیح پوزیشن کا پتہ چل گیا ہو گا کہ ناگ تین ہزار سال پہلے کے ملک بابل کے میدانوں میں گھوڑے پر سوار ماریا عنبر اور کیٹی کی تلاش میں، اکیلا چلا جا رہا ہے۔ عنبر دو ہزار سال پہلے کے شہر یروشلم کے قریب ایک دریا کنارے والے گاؤں میں انگور کے باغ میں کام کرنے والے عیسائی مزدور دانیال کے گھر میں رہ رہا ہے۔ کیٹی بھی پراسرار محل میں غائب ہونے کے بعد ۱۹۸۳ء کے ہندوستان کے شہر احمد آباد میں نکل آئی تھی۔ اس نے ایک گھر میں ملازمت کر لی تھی۔ مشہور ڈاکو پورا با اس گھر کی لڑکی شہلا کو اغوا کر کے لے گیا تھا۔ کیٹی نے پورا با ڈاکو کو گرفتار کروا کر شہلا کو برآمد کروا لیا۔ پورا با ڈاکو جیل میں ہے اور کیٹی سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ اور ادھر ماریا بھی چرواہے کی بانسری بجانے سے غائب ہونے کے بعد بمبئی شہر کے قریب جنگل میں نمودار ہو گئی تھی اور اب اس بدمعاش آدمی کا پیچھا کر رہی ہے جو ایک شریف دکانی کے بچے کو اغوا کرنے کے بعد اسے بلیک میل کر رہا ہے اور اسے مجبور کر رہا ہے کہ وہ گھروں میں نوکر ہو کر وہاں چوری

کرے اور روپیہ پیسہ سونا لا کر اس کے حوالے کر دے۔

اب ہم ماریا کی طرف آتے ہیں۔ وہ اس بدمعاش آدمی کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی ہے۔ وہ آدمی جس نے اپنے جسم کو سیاہ لبادے میں لپیٹ رکھا ہے سمندر کی ریت پر شہر کو جاتی سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔ سڑک رات کے وقت خاموش تھی۔ ویسے بھی یہ سمندر کا ویران علاقہ تھا۔ وہ سڑک پر چلنے لگا۔ ایک چھوٹی کار پیچھے سے درختوں میں سے نکل کر اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ کار کا دروازہ کھلا۔ وہ آدمی اس کے اندر داخل ہو گیا اور کار بڑی تیزی سے آگے روانہ ہو گئی۔

ماریا پہلے ہی کار کی چھت پر بیٹھ چکی تھی۔

کار شہر کی سنسان سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی ایک چوک سے گزر کر بازار میں داخل ہوئی اور ایک مندر کے پچھلے دروازے پر آ کر رک گئی۔ اس مندر کو بھوانی مندر کہا جاتا تھا اور یہ بدمعاش آدمی اس مندر کا پجاری تھا۔ اوپر سے وہ پجاری تھا مگر اندر سے وہ ایک چھٹا ہوا بدمعاش اور سمگلر بھی تھا۔ بدمعاش لوگ اس کے پاس سمگلنگ کا مال لا کر جمع کروا دیتے تھے اور وہ ان سے پیسے وصول کرتا تھا۔ کبھی کبھی مال بھی ہضم کر جاتا تھا۔ کسی سمگلر میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس بدمعاش پجاری کے آگے منہ کھول سکے۔ یہ بدمعاش پجاری کئی آدمیوں کو خفیہ طور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر قتل کروا کر ان کی لاشیں سمندر میں پھنکوا چکا تھا۔

مندر میں آکر بدمعاش پجاری نے کالا لباس اتار کر پوجا کا زرد لباس پہنا۔ ماتھے پہ تلک لگایا۔ رتن جو کے پھولوں کا ہار پہنا اور دیوی بھوانی کے بت کے آگے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اب تھوڑی ہی دیر میں پو پھٹنے والی تھی اور وہاں کے ہندو مرد اور عورتیں منہ اندھیرے دیوی بھوانی کے بت کی پوجا کرنے آنا شروع ہو جاتے تھے۔

ماریا بھی اس کے ساتھ ہی مندر میں آگئی تھی اور بدمعاش پجاری کے قریب کھڑی مندر کے چھوٹے اور بڑے بتوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ مندر کے چھوٹے پجاری جھاڑ پونچھ اور صفائی میں لگے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس بدمعاش پجاری کا ایک خاص ساتھی مہنت پجاری اس کے پاس آگیا اور بولا۔

"گورو! رات پیلا ہاؤس والے سمگلر آئے تھے۔ اپنا مال لے گئے تھے اور پانچ ہزار روپے دے گئے تھے۔"

بدمعاش پجاری مسکرایا اور بولا۔

"شاباش!"

پھر اپنی جیب میں سے زیورات کی پوٹلی نکال کر مہنت پجاری کو دی اور کہا۔

"ان روپوں کے ساتھ یہ زیور بھی رکھ دو۔ وہ عورت مجھے

ویران مندر میں ملی تھی اور یہ زیور چرا کر لائی تھی۔"

مہنت پجاری مسکرا کر بولا۔

"گورو! اسے کہو کہ کوئی بڑا ہاتھ مارے۔"

بدمعاش پجاری بولا۔ "فکر نہ کرو۔ اس بار وہ کسی امیر گھر میں نوکری کرے گی اور زیوروں کے ساتھ جواہرات بھی لائے گی۔ یہ بتاؤ کہ اس کا جو بچہ ہم نے اغوا کر رکھا ہے وہ تو ٹھیک ٹھاک ہے نا؟"

مہنت پجاری نے کہا۔ "اسے ہم نے تمہارے کہنے کے مطابق ایلورا غار میں ایک پرانی گپھا میں قید کر کے رکھا ہوا ہے۔ وہاں ہمارے چار آدمی ایلورا غار کے گائیڈ کی حیثیت سے اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

بدمعاش پجاری کہنے لگا۔ "خبردار! وہ لڑکا وہاں سے جانے نہ پائے۔ اسی کی وجہ سے اس کی ماں یہاں لوگوں کے گھروں سے مال چرا کر دیتی ہے۔"

مہنت پجاری بولا۔ "گورو! جہاں وہ بچہ قید ہے وہاں تو چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ تم بے فکر رہو۔"

بدمعاش پجاری نے آنکھ مار کر کہا۔ "شاباش! اب اپنا کام کرو۔ لوگ پوجا کرنے آ رہے ہیں۔"

ماریا یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ عورتیں اور مرد مندر میں پہنچ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگاتے پوجا کرنے آنے لگے تھے۔ وہ بُت کے آگے ماتھا ٹیکتے، بدمعاش پجاری کے پاس پڑی صندوقچی میں روپے ڈالتے اور اس سے پھول لے کر الٹے پاؤں واپس چلے جاتے۔ ماریا خاموش کھڑی یہ سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ ان لوگوں نے اس بدمعاش نوکرانی کا بچہ اغوا کر کے ایلورا غار میں بند کر رکھا ہے۔ ماریا اس سے پہلے ایک بار ایلورا کے غار دیکھ چکی تھی یہ غار بمبئی کے گیٹ وے آف انڈیا سے کوئی بیس بائیس میل دور سمندر میں بنے ہوئے تھے۔ یہاں تک گیٹ وے آف انڈیا سے کشتی میں سوار ہو کر جانا پڑتا تھا۔ لیکن ماریا کو اس بچے کی ماں یعنی نوکرانی کے گھر کا علم نہیں تھا۔ اسے منگل کے دن تک انتظار کرنا تھا۔ کیونکہ وہ عورت منگل کی رات کو اس بدمعاش پجاری سے دوبارہ ملاقات کرنے والی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ منگل میں ابھی دو دن باقی ہیں۔ اگر بدمعاشوں کے اس گروہ کو ختم کر دیا جائے تو پھر اس عورت کا بچہ آزاد ہو جائے گا اور وہ عورت بھی ان لوگوں کے چنگل سے نکل جائے گی۔ ماریا نے فیصلہ کیا کہ پہلے ایلورا کے غاروں میں جا کر اس عورت کے بچے کو دیکھا جائے کہ وہ وہاں موجود بھی ہے کہ نہیں چنانچہ وہ مندر سے نکل کر گیٹ وے آف انڈیا کی طرف روانہ ہو گئی۔ بمبئی شہر میں صبح ہو چکی تھی اور ٹریفک شروع ہو گئی تھی۔ ماریا

اس شہر کی سڑکوں سے واقف تھی۔ وہ ایک بس میں بیٹھ کر گیٹ وے آف انڈیا پر آ گئی۔ یہاں کشتیاں آٹھ آنے سواری لے کر لوگوں کو ایلورا کے غاروں تک پہنچا دیتی تھیں۔ ماریا ایک کشتی میں سوار ہو کر دوسرے سیاحوں کے ساتھ اس جزیرے پر آ کر اتر گئی جہاں ایک پہاڑ کے اندر ایلورا کے غار بنے ہوئے تھے۔ یہ غار تین ہزار سال پرانے تھے اور اس کے اندر پرانے زمانے کے لوگوں نے پتھروں میں سے مورتیاں تراش کر بنائی ہوئی تھیں۔ لوگ ان مورتیوں کو دیکھنے آتے تھے۔

غار میں بلب لگے ہوئے تھے اور روشنی تھی۔ سیاح مورتیوں کو دیکھ رہے تھے اور ان کی تصویریں اتار رہے تھے۔ ایک گائیڈ سیاحوں کو مورتیوں اور دیواروں میں کھدے ہوئے دوسرے بتوں کے بارے میں بتاتا جا رہا تھا۔ ماریا نے سن لیا تھا کہ بچے کی حفاظت غار کے گائیڈ کرتے ہیں۔ ماریا نے خود بھی سارے غاروں میں گھوم پھر کر دیکھا۔ اسے کوئی ایسی خفیہ جگہ نہ ملی، جس کے اندر نوکرانی کا بچہ قید کر کے رکھا گیا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ کسی گائیڈ سے مدد لی جائے۔

ماریا کے لئے کسی گائیڈ سے مدد لینا آسان نہیں تھا۔ کیونکہ وہ غائب تھی اور نظر نہیں آتی تھی۔ اتنے میں ایک دوسرا گائیڈ پہلے گائیڈ کے پاس آیا۔ اسے ایک طرف لے گیا اور کہا۔ "روکے کو میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ڈبل روٹی چائے پلا دی ہے۔ مگر وہ رو رہا ہے اور ماں کے پاس جانے کی ضد کر رہا ہے۔"

پہلے گائیڈ نے کہا۔ "اسے چپ کراؤ اُلو کے پٹھے! اگر کسی سیاح نے اس کی آواز سن لی تو ہمارا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔"

"اچھا جاتا ہوں۔"

اور دوسرا گائیڈ ایک غار کی طرف مڑ گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی غار میں مڑ گئی۔ اس غار کے کونے میں ایک جگہ نیچے کو راستہ جاتا تھا۔ گائیڈ اس راستے سے نیچے اتر گیا۔ ماریا اس کے پیچھے تھی۔ نیچے ایک گپھا سی بنی ہوئی تھی جس کا منہ لکڑی کے دروازے سے بند کر دیا گیا تھا۔ اس گپھا کے اندر سے کسی لڑکے کے آہستہ آہستہ رونے کی آواز آ رہی تھی۔ گائیڈ دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ پانچ چھ سال کا ایک لڑکا زمین پر بیٹھا آہستہ آہستہ روتے ہوئے کہہ رہا ہے۔ "مجھے ماتا جی کے پاس لے چلو۔ مجھے ماتا جی کے پاس لے چلو۔"

گائیڈ نے اس کو ڈانٹا۔ "کم بخت چپ کرے گا کہ ماروں ایک گھونسہ؟"

لڑکا بولے جا رہا تھا۔ "ماتا جی کے پاس جانا ہے۔ ماتا جی کے پاس لے چلو۔"

گائیڈ نے اس کو ایک طمانچہ مار دیا۔ "بکواس بند کر نہیں تو

گلا گھونٹ دوں گا۔"

لڑکا سہم کر خاموش ہو گیا۔ ماریا کو بہت غصہ آیا۔ اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر گائیڈ کے منہ پر ایک طمانچہ لگا دیا۔ گائیڈ پیٹھ کے بل پیچھے جا گرا اور گال پر ہاتھ رکھے ہکا بکا ہو کر ادھر ادھر تکنے لگا کہ یہ مجھے طمانچہ کس نے مارا ہے؟ وہاں لڑکے کے سوا کوئی دوسرا نہیں تھا اور لڑکے نے اسے طمانچہ نہیں مارا تھا۔ گائیڈ ڈر گیا کہ ضرور اس گپھا میں کوئی آسیب پھرتا ہے۔ وہ جلدی سے دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔

اس نے پہلے والے گائیڈ کو جا کر بتایا کہ گپھا میں کسی آسیب نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ پہلے گائیڈ نے غراتے ہوئے کہا۔ "بکواس بند کر نہیں تو میں گھونسہ ماروں گا۔ مجھے کام کرنے دے۔"

پہلا گائیڈ سیاحوں کو لے کر آگے نکل گیا اور دوسرا گائیڈ حیران پریشان کھڑا اپنا گال سہلاتا رہ گیا۔ کیونکہ ماریا کا ہاتھ ذرا زیادہ ہی پڑ گیا تھا۔

ماریا نے بچے کو دیکھ لیا تھا کہ وہ کس جگہ پر قید ہے چنانچہ وہ ایلورا کے غاروں سے نکل کر واپس شہر میں آ گئی۔ اسے منگل کے دن کا انتظار تھا۔ وہ شہر میں گھومنے پھرنے لگی۔

ادھر ماریا کے شہر بمبئی سے دور شہر احمد آباد میں خلائی لڑکی کیتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہلا کے گھر میں رہ رہی تھی۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ اسے وہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ وہاں رہتے ہوئے وہ ناگ عنبر ماریا سے نہیں مل سکتی تھی۔ چنانچہ ایک روز وہ شہلا کے گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ اس گھر میں کبھی واپس نہیں آئے گی۔

کیٹی نوکرانی کملا کے لباس میں تھی۔ اس کے پاؤں میں بہنی کی چپل تھی اور اس نے معمولی سی ساڑھی پہن رکھی تھی۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں جائے؟ کدھر کو جائے؟ وہ یونہی ایک سڑک پر چلنے لگی۔ اس وقت دن غروب ہو رہا تھا۔ شام ہونے والی تھی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ سڑکوں پر ٹریفک کا شور تھا۔ بسیں کاریں رکشا آجا رہے تھے۔ کیٹی کی جیب میں چند ایک روپے تھے۔ چلتے چلتے وہ احمد آباد کے ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئی۔ وہاں پلیٹ فارم پر ایک ریل گاڑی دیکھی جو بمبئی جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ اس نے دل میں کہا کہ چلو بمبئی شہر کی سیر کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے قسمت اسی شہر میں ناگ، عنبر ماریا میں سے کسی سے ملوا دے۔

اتنے میں ریل گاڑی نے سیٹی بجائی۔ کیٹی کے پاس اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ باہر جا کر ٹکٹ خریدے۔ چنانچہ وہ جلدی سے ریل کے ایک ڈبے میں سوار ہو گئی۔ ریل گاڑی چلنے لگی۔

کیٹی جس ڈبے میں سوار تھی وہ زنانہ ڈبہ نہیں تھا بلکہ مردوں کا ڈبہ تھا اور یہاں عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ کیٹی بھی ساڑھی کا پلو سنبھالتی ایک جگہ فرش پر بیٹھ گئی [illegible]۔ کوئی بھی سیٹ خالی نہیں تھی۔ ریلوے سٹیشن سے نکل [illegible] ریل گاڑی کی رفتار تیز ہو گئی۔ راستے میں زبردست بارشوں کی وجہ سے ریلوے لائن خراب ہو گئی تھی جس کی وجہ سے گاڑی جگہ جگہ رک کر سفر کرنے لگی۔ اسی طرح ساری رات گزر گئی۔ صبح کی روشنی پھیلی تو گاڑی بمبئی شہر کے علاقے میں داخل ہو چکی تھی۔ ریلوے لائن کی دونوں جانب بڑی بڑی بلڈنگیں نظر آنے لگیں۔ اب جیسا کہ اس علاقے میں رواج ہے ایک ٹکٹ چیک کرنے والا ٹی ٹی ڈبے میں آگیا اور مسافروں سے ٹکٹ چیک کرنے لگا۔

کیٹی کے پاس ٹکٹ نہیں تھا۔ وہ خواہ مخواہ چٹکی بجا کر سب کے سامنے کوئی دوسری شکل اختیار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ٹکٹ چیکر کو دکھانے کے لئے اس کے پاس ٹکٹ بھی نہیں تھا۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔ ٹکٹ چیکر یعنی ٹی ٹی نے آکر اس سے ٹکٹ مانگا۔

کیٹی نے کہا: "بابو جی! میں جلدی میں ٹکٹ لینا بھول گئی تھی۔ آپ مجھ سے جرمانہ اور ٹکٹ کے پیسے لے لیں۔"

اور اس نے جیب سے سارے روپے نکال کر سامنے کر دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹی ٹی نے گنے تو بولا۔ "یہ پورے نہیں ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "تو پھر میرے پاس تو اور پیسے نہیں ہیں۔"

ٹی ٹی نے غصے میں کہا۔ "تو پھر بمبئی پہنچ کر تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ جب تمہاری جیب میں پورے پیسے نہیں تھے تو ریل گاڑی میں کیوں سوار ہوئی تھیں تم؟"

کیٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ریل گاڑی بمبئی کے سنٹرل شیشن پر پہنچ کر رک گئی۔ ٹی ٹی نے کیٹی کو ریلوے پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے اسے پلیٹ فارم پر ہی بنی ہوئی حوالات میں بند کر دیا۔

ایس پی نے کہا۔ "اری تمہارا کوئی واقف اس شہر میں نہیں ہے کیا جو تمہارا کرایہ ادا کر دے؟"

کیٹی نے کہا۔ "نہیں بابو جی! میرا یہاں کوئی نہیں ہے۔"

"تو پھر تو یہاں اتنے بڑے شہر میں کیا کرنے آئی ہے؟"

کیٹی بولی بابو جی "نوکری لینے آئی ہوں۔"

تھانیدار نے کہا۔ "تو اب تو تمہیں جیل میں ہی ایک مہینہ گزارنا پڑے گا۔ کیونکہ بغیر ٹکٹ سفر کرنے کی سزا ایک مہینہ قید ہے۔"

کیٹی بڑی پریشان ہو گئی۔ ایک مہینہ بھلا کیسے جیل میں رہ سکتی تھی۔ اب مجبوراً اس کے چٹکی بجانے کا وقت آ گیا تھا۔

اب سوال یہ تھا کہ وہ چٹکی بجا کر کیا بنے؟ اور کس انسان کی شکل اپنے تصور میں لائے؟ اس کے ذہن میں کسی کی بھی شکل نہیں آ رہی تھی۔ اچانک کیٹی نے تھانیدار کو غور سے دیکھا یہ ایک سکھ تھانیدار تھا۔ کیٹی نے سوچا کہ کیوں نہ وہ تھانیدار کی شکل اختیار کرے۔ اب وہ تھانیدار کے جانے کا انتظار کرنے لگی۔

گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکھ تھانیدار نے سپاہی سے کہا۔

"میں جا رہا ہوں ذرا عدالت تک۔ گھنٹے بعد واپس آ جاؤں گا۔"

سپاہی نے کہا۔ "بہت اچھا سر!"

تھانیدار چلا گیا۔ سپاہی دفتر میں کچھ دیر بیٹھا رہا۔ کیٹی جس حوالات میں بند تھی اس کے سلاخوں والے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ سپاہی اٹھ کر غسل خانے میں چلا گیا۔ اب میدان صاف تھا۔

کیٹی نے سکھ تھانیدار کی شکل آنکھوں میں جمائی اور آنکھیں بند کر کے چٹکی بجا دی۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ کملا نوکرانی کی بجائے سکھ تھانیدار بن چکی تھی جس نے پوری تھانیداروں والی وردی پہن رکھی تھی۔ سپاہی غسل خانے سے باہر نکلا تو کیٹی نے اسے گالی دے کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوئے سُوّر کی اولاد! اس اپنے باپو کو کیوں حوالات میں بند کر رکھا ہے تم نے؟"

سپاہی نے جو تھانیدار صاحب کو حوالات میں بند دیکھا تو وہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

کیٹی نے غصے میں کہا۔

"اوئے تالا کھول حرامی!"

"اچھا جناب!"

سپاہی نے آگے بڑھ کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے تالا کھول دیا۔ کیٹی حوالات سے باہر آگئی۔

سپاہی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "جناب عالی! آپ تو عدالت گئے تھے۔ آپ میرا مطلب ہے آپ کیسے حوالات میں آگئے؟ اور وہ ــــ وہ عورت کہاں چلی گئی ہے؟"

کیٹی تھانیدار نے کہا۔ "وہ عورت ڈھٹے کھوہ میں گئی ہے اور تم بھی اس کے ساتھ ہی جاؤ۔"

کیٹی تھانیدار کی وردی میں باہر پلیٹ فارم پر آگئی۔ وہ گیٹ میں سے بڑے مزے سے گزر گئی۔ کسی نے اس سے ٹکٹ کا نہ پوچھا۔ ایک سپاہی نے اس کو سیلوٹ بھی کیا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔

"یار تھانیدار صاحب تو ابھی باہر گئے تھے۔ یہ پھر اندر

سے کہاں سے نکل رہے ہیں۔"

اس کا ساتھی حیران ہو کر بولا۔

"جانی بھگوان کی باتیں بھگوان ہی جانے۔ آج کل کے زمانے میں کسی کا کچھ پتہ نہیں ہے۔"

کیٹی جب ریلوے سٹیشن سے باہر آگئی تو اسے تھانیدار کی وردی اور خاص طور پر اپنے چہرے پر اُگی ہوئی سکھوں ایسی داڑھی بڑی بُری لگنے لگی۔ وہ اب اس حلیے سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ مگر سوال یہ تھا کہ اب وہ کس کی شکل بدلے؟ کس کی شکل اپنے ذہن میں لائے؟

وہ ایک بکسٹال پر آکر کھڑی ہو گئی اور اخباروں کو دیکھنے لگی۔ ایک فلمی اخبار پر ہندوستان کی مشہور فلمی اداکارہ ہیما مالینی کی تصویر چھپی ہوئی تھی اور اس کے نیچے لکھا تھا۔

"مشہور فلمی ہیروئن ہیما مالینی آج شام پونا سے بذریعہ ریل بمبئی پہنچ رہی ہیں۔"

کیٹی تھانیدار کی وردی میں مسکرائی۔ اس کو ہیما مالینی کی شکل بڑی پیاری لگی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ ہیما مالینی بن جائے۔ اس نے ہیما مالینی کی تصویر کو خوب غور سے دیکھا۔ جب اس کی شکل کیٹی کے ذہن میں پوری طرح بیٹھ گئی تو وہ بک سٹال سے پرے ہٹ گئی۔ سامنے ایک جگہ لکڑی کے کینٹے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوکھے پڑے تھے۔ وہ ان کھوکھوں کے پیچھے آ گئی اور ہیما مالینی کی شکل تصور میں لا کر چٹکی بجا دی۔ دوسرے لمحے وہ ہیما مالینی بن گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھا۔ وہ بڑی خوبصورت ساڑھی میں تھی اور کندھے پر بڑا ہی خوبصورت پرس لٹک رہا تھا۔

اچانک اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ ساری کی ساری بڑی ہی خوبصورت ہیما مالینی بن چکی تھی مگر اس کا بایاں ہاتھ ہیما مالینی کا ہاتھ نہیں بن سکا تھا۔ بلکہ وہ اسی سکھ تھانیدار کا مردانہ ہاتھ ہی تھا۔ جس پر کالے کالے بال اُگے ہوئے تھے۔ تھانیدار سے ہیما مالینی بننے میں کہیں کوئی غلطی ہو گئی تھی۔ کیٹی گھبرا گئی۔ اب وہ کیا کرے؟ کیا دوبارہ چٹکی بجا کر تھانیدار بن جائے۔ وہ تھانیدار کی شکل کو ذہن میں لائی اور چٹکی بجا دی۔ چٹکی بجانے کے ساتھ ہی وہ پھر سے تھانیدار بن گئی۔ مگر یہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی کہ وہ سارے کا سارا سکھ تھانیدار بن چکی تھی مگر اس کا دایاں ہاتھ ہیما مالینی کے ہاتھ میں بدل گیا تھا۔

کیٹی نے سر پیٹ لیا۔ اس نے فوراً اپنی اصل شکل کا تصور کیا اور چٹکی بجا دی۔ لیکن وہ بھوری آنکھوں والی کیٹی بننے کی بجائے ایک بار پھر وہی ہیما مالینی بن گئی جس کا بایاں ہاتھ سکھ

"پھیلائے۔" یہ کالے بالوں والا ہاتھ تھا۔ کیٹی گھبرا گئی۔ کیٹی فلم ڈائی میں پھر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اب وہ تیسری بار چٹکی بجاتے ہوئے بہت زیادہ گھبرا رہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیسری بار چٹکی بجانے سے اس کی گردن تھانیدار کی اور باقی جسم ہیما مالینی کا بن جائے یا گردن ہیما مالینی کی رہے اور باقی دھڑ مردانہ ہو جائے۔

اس نے پرس میں سے رومال نکال کر اپنے کالے بالوں والے مردانہ ہاتھ کے گرد لپیٹا اور مسکراتی ہوئی کھوکھوں کے پیچھے سے باہر نکل آئی۔ لوگوں نے ریلوے سٹیشن پر مشہور فلمی ہیروئن ہیما مالینی کو دیکھا تو خوشی سے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

"ہیما مالینی زندہ باد۔ ہیما مالینی زندہ باد۔"

وہاں زبردست ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ ہیما مالینی کے پرستار اس کے گرد جمع ہو گئے۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ فوراً پولیس نے آ کر لوگوں کو پرے پرے ہٹایا اور ہیما مالینی کو باہر نکالا۔ سامنے ایک ٹیکسی کھڑی تھی۔ کیٹی فوراً ٹیکسی میں بیٹھ گئی اور بولی۔

"ہوٹل ہلٹن چلو۔"

ٹیکسی والا بہت ہی خوش ہوا کہ اس کی ٹیکسی میں انڈیا کی مشہور ہیروئن ہیما مالینی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے بڑی شان سے گاڑی نکال کر سڑک پر ڈال دی۔ کیٹی نے ہیما مالینی کا پرس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھول کر دیکھا۔ اس میں کچھ سات سو روپے پیچھے آ گئی اور دی۔ دوسرے لمحے
تھے۔ بھلا اتنی مشہور ہیروئن کا پرس خالی ہو سکتا ہی
خوش ہوئی۔ کیونکہ اب اسے دوسری بار چٹکی بجانے کا خطرہ
مول لینے تک ہیما مالینی کے روپ میں ہی رہنا تھا۔

ہوٹل پہنچ کر وہ ٹیکسی سے اتری تو وہاں بھی لوگ اس کو
دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ اس نے جلدی سے ایک کمرہ
بک کروایا اور پھر ہوٹل کے شاپنگ سنٹر میں آ کر چیزیں دیکھنے
لگی۔ اصل میں وہ کوئی خوبصورت سا ریشمی سفید دستانہ خریدنا
چاہتی تھی۔ کیونکہ اس کا بایاں ہاتھ مرد کا تھا جس پر کالے
بال اگے ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک بڑی مشکل سے ہاتھ کو رومال
میں لوگوں کی نظروں سے چھپائے ہوئے تھی۔ ایک دکان سے اس
نے سفید ریشمی دستانے خریدے اور اپنے کمرے میں آ گئی۔

کمرے میں آ کر اس نے دستانے پہن لیے۔ اب اس کا سکھ
کا بالوں والا بایاں ہاتھ دستانے میں اچھی طرح سے چھپ گیا تھا۔
گیتی نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ایک بار اس کے دل میں خیال آیا
کہ وہ ایک بار پھر چٹکی بجا کر اپنی اصلی شکل میں آ جائے۔ مگر
اس کی ہمت نہ ہوئی کہ خدا جانے وہ پھر آدھے دھڑ کی عورت
اور آدھے دھڑ کا مرد نہ بن جائے۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ ابھی
کچھ دیر اس کو ہیما مالینی ہی بنا رہنا چاہیے۔

"چلیے۔"

گیتی فلم ڈائریکٹر گھوش کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ہیما مالینی
کے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اسے کوئی فکر نہیں تھا کیونکہ اس
کی شکل اور جسم ہو بہو ہیما مالینی کا تھا۔ فکر اسے تھا تو اپنے
بائیں ہاتھ کا تھا جو سکھ کا سیاہ بالوں والا مردانہ ہاتھ تھا۔ کہیں
کوئی اسے دستانے میں بھی نہ دیکھ لے۔ نہ دیکھ سکے گا۔
اس نے کمرے میں پیغام بھجوایا کہ میں فلم ڈائریکٹر گھوش بول رہا۔

گیتی سمجھ گئی کہ یہ کوئی فلم ڈائریکٹر ہے جس کی فلم میں
ہیما مالینی کام کر رہی ہو گی۔ اس نے مسٹر گھوش کو اندر بلا لیا۔
مسٹر گھوش نے اندر آتے ہی ہیما مالینی کو پرنام کیا اور کہا۔
"ہیما جی! بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ جلدی آ گئیں مگر
ہم تو شام کو آپ کا انتظار کر رہے تھے؟"

ہیما مالینی یعنی گیتی نے مسکرا کر کہا۔
"بس گھوش جی! میں جلدی فارغ ہو گئی۔"

مسٹر گھوش نے کہا۔ "ہیما مالینی جی! آپ ہوٹل میں کیوں آ
گئیں؟ گھر کیوں نہیں گئیں اپنی ماتا جی کے پاس؟"

اب گیتی اسے کیسے بتاتی کہ اسے ہیما مالینی کے گھر کا ایڈریس
معلوم نہیں تھا۔ اس نے کہا۔ "ریلوے سٹیشن پر لوگوں کا ہجوم
جمع ہو گیا تھا۔ میں گھبرا کر یہاں آ گئی۔"

"کوئی بات نہیں۔ چلیے میں آپ کو گھر چھوڑ آتا ہوں۔ آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھول کر دیکھا ۔ اس میں چھ سات سو ر پیچھے آ گئی اور
تھے ۔ بھلا اتنی مشہور ہیروئن کا پرس خالی ہو سکتا دی ۔ دوسرے لمحے
خوش ہوئی ۔ کیونکہ اب اسے دوسری بار چٹکی بجانے کا خطرہ
مول لینے تک ہیما مالینی کے روپ میں ہی رہنا تھا ۔

ہوٹل پہنچ کر وہ ٹیکسی سے اتری تو وہاں بھی لوگ اس کو
فلم ڈائریکٹر نے کیتی کے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا ۔

"یہ آپ نے دستانے کیوں پہن رکھے ہیں ہیما جی ! اتنی سردی
تو نہیں ہے ۔"

کیتی نے جلدی سے بایاں ہاتھ پیچھے چھپاتے ہوئے کہا ۔
"کچھ نہیں ۔ بس ذرا ہاتھوں کو پسینہ آنے لگا تھا ۔"

مسٹر گھوش نے کہا "مگر ہیما جی ، شوٹنگ کے وقت تو آپ
یہ دستانے اتار دیں گی نا ؟ کیونکہ اس فلم کے پچھلے سین میں
آپ نے کہیں دستانے نہیں پہنے ہوئے ۔"

کیتی بولی "جو اس وقت دیکھا جائے گا ۔"

فلم ڈائریکٹر کچھ پریشان سا ہو گیا کہ کہیں یہ اس وقت
بھی دستانے پہنے رکھنے کی ضد نہ کر بیٹھے ۔ مشہور ہیروئنوں کے
نخروں سے سارے ڈائریکٹر پروڈیوسر گھبراتے تھے ۔

پھر وہ بولا "آئیے میں آپ کو گھر چھوڑ آؤں ۔"

"چلیے ۔"

کیتی فلم ڈائریکٹر گھوش کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ہیما مالینی
کے گھر کی طرف روانہ ہو گئی ۔ اسے کوئی فکر نہیں تھا کیونکہ اس
کی شکل اور جسم ہو بہو ہیما مالینی کا تھا ۔ فکر اسے تھا تو اپنے
بائیں ہاتھ کا تھا جو سکھ کا سیاہ بالوں والا مردانہ ہاتھ تھا کہیں
کوئی اسے دستانے میں بھی نہ دیکھ لے ۔ مگر ریشمی دستانے میں
اس کا مردانہ ہاتھ بالکل دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔ مسٹر گھوش
ہیما مالینی کو لے کر اس کی شاندار کوٹھی پر آ گیا ۔ اندر سے اس
کی ماں باہر نکلی اور ہیما مالینی کو دیکھ کر حیران رہ گئی ۔ کہنے لگی :

"ہیما بیٹی ! ابھی صبح صبح تمہارا پونا سے فون آیا تھا کہ تم ابھی
دو روز اور وہاں آرام کرو گی ۔ پھر تم نے کیسے ارادہ بدل لیا ؟"

کیتی نے کہا ۔ "ماتا جی ! بہت آرام کر لیا تھا ۔ سوچا اب
چل کر کام کرنا چاہیے ۔"

فلم ڈائریکٹر بڑا خوش ہوا کہ اس کی فلم کی ہیروئن کو کام کا
اتنا خیال ہے ۔ وہ سلام کر چلا گیا ۔ کیتی نے دیکھا کہ بنگلہ
انتہائی شاندار ہے ۔ اس کا کمرہ تو بہت ہی زیادہ سجا ہوا تھا ۔
ہیما مالینی کی ماں نے کہا ۔

"بیٹی ہیما ! یہ تم نے دستانے کس لیے پہنے ہیں ؟ پہلے
تو تم کبھی نہیں پہنا کرتی تھیں ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیتی نے مسکرا کر کہا ۔" ماتا جی میرے ہاتھوں میں تھوڑا درد رہتا تھا ۔ ڈاکٹر نے کہا کہ دستانے پہنا کرو ۔ ہاتھ گرم رہیں گے تو درد جاتا رہے گا ۔

ماں نے کہا ۔" بھگوان تمہیں خیریت سے رکھے بیٹی ! کیوں ہاتھ درد کرنے لگے ؟"

" یونہی ماتا جی ! ٹھنڈا اتنا ہو گیا تھا ۔ اچھا اب میں آرام کروں گی ۔"

" اچھا بیٹی ۔"

ماں چلی گئی تو دروازہ بند کر کے غور کرنا شروع کیا کہ ہو سکتا ہے اصلی ہیما مالینی کا پونا سے فون آجائے ۔ پھر کیا ہوگا ؟ اگرچہ ہیما مالینی نے گھر پر فون کر دیا تھا کہ وہ دو دن کے بعد بمبئی پہنچے گی ۔ پھر بھی کیتی پریشان تھی کہ کہیں اصلی ہیما مالینی کا فون نہ آجائے ۔ لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھی بھلا ؟

شام تک آرام کرتی رہی ۔ شام کو فلم ڈائریکٹر کی گاڑی آگئی ۔ کیتی نے خوب میک اپ کر لیا تھا ۔ وہ گاڑی میں بیٹھ کر سٹوڈیوز کی طرف روانہ ہو گئی —— سٹوڈیوز میں بڑی رونق تھی ۔ شاندار سیٹ لگا ہوا تھا ۔ اور ہیروئن ہیما مالینی کا انتظار ہو رہا تھا ۔ جب کیتی ہیما مالینی کے روپ میں سیٹ پر آئی تو سب نے اٹھ کر سلام کیا ۔ وہ مسکراتی ہوئی

اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی ۔ اتنے میں ششی کپور بھی آگیا ۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا ۔ ہیما مالینی نے بھی مسکرا کر جواب دیا ۔ وہ قریب آکر بیٹھ گیا ۔

" ہیما جی ! آپ نے اچھا کیا جو جلدی آگئیں ۔ میں نے آپ کے آنے کا سن کر اپنی دوسری جگہ پر شوٹنگ کینسل کر دی تھی ۔ یہ آپ نے دستانے کیوں پہن رکھے ہیں ؟"

کیتی نے کہا ۔" ہاتھ درد کرتے تھے ڈاکٹر نے کہا ہے دو دن تک پہنے رکھنا ۔

ششی کپور مسکرانے لگا ۔ بولا ۔" مگر ہیما جی ! فلم کے اس سین میں تو آپ کے ہاتھوں میں دستانے نہیں ہیں ۔"

" پھر کیا ہوا ؟"

ششی کپور نے حیرانی سے کہا ۔" ارے ۔ آپ کو تو معلوم ہونا چاہیے کہ فلم کے پچھلے سین میں آپ نے دستانے نہیں پہنے ہوئے تھے ۔ اب آج وہی سین لیا جائے گا ۔ پھر یکایک دستانے کہاں سے آجائیں گے ؟"

فلم ڈائریکٹر گھوش نے بھی آکر کہا کہ ہیما جی ! دستانے اتار دیجئے تاکہ شوٹنگ شروع کی جائے ۔ کیتی بھلا کیسے دستانے اتار کر انہیں دکھاتی کہ اس کا ایک ہاتھ مرد کا ہے ۔ اس نے غصے سے کہا ۔

" میں دستانے نہیں اتاروں گی ۔ شوٹنگ کرنی ہے تو کریں نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو میں گھر جا رہی ہوں۔"

فلم ڈائریکٹر پریشان ہو گیا۔ بھلا وہ کیسے اپنے لاکھوں روپے کا نقصان برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہیما جی! دستانے پہنے رکھیں بے شک۔"

وہ ششی کپور کو دوسری طرف لے گیا اور اسے کہا کہ اب کیا ہو گا۔ دستانے سمیت سین لے لیا تو لوگ کیا کہیں گے کہ مرے ہیں کھڑے کھڑے ہیما مالینی کے ہاتھوں میں اچانک دستانے کہاں سے آ گئے؟

ششی کپور نے کہا۔ "گھوش جی! آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہیما مالینی کو آپ ناراض نہیں کر سکتے۔ اب یا تو لاکھوں روپے کا نقصان برداشت کریں یا دستانے رہنے دیں۔"

مسٹر گھوش نے سر پہ ہاتھ مار کر کہا۔

"دستانے رہنے دیں۔"

○

سفید دستانے کا راز

کیٹی ہیما مالینی بن کر رات کے تین بجے تک فلم کی شوٹنگ کرتی رہی۔

کبھی وہ مکالمے بولتی اور کبھی ہیما مالینی کی طرح ڈانس کرتی رہی۔ چونکہ وہ ہیما مالینی کے روپ میں تھی اس لیے اس کو وہ سب کچھ آ گیا تھا جو ہیما مالینی کیا کرتی تھی۔ رات کو تھکی ہاری بنگلے پر جا کر وہ گہری نیند سو گئی۔ سونے سے پہلے اس نے کمرے کی اندر سے چٹخنی لگا دی تھی اور ایک بار بائیں ہاتھ کا دستانہ اتار کر دیکھا کہ شاید اس کا ہاتھ زنانہ بن گیا ہو۔ مگر وہ اپنا ہاتھ دیکھ کر خود ہی ڈر گئی۔ وہ ابھی تک سکھ تھانیدار کا کالا کالا ہاتھ ہی تھا۔ کیٹی دستانہ چڑھا کر بستر پہ لیٹ گئی۔ بڑا نرم نرم بستر تھا ہیما مالینی کا۔ دیواروں پر بھی ہیما مالینی کی تصویریں لگی تھیں۔ کیٹی نے سوچا کہ وہ چٹکی بجا کر کوئی دوسری شکل اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ مگر یہ سوچ کر ڈر گئی کہ کہیں پھر کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چنچل کے چہرے ٹھیک ہونے کے لئے کم از کم دو روز تک انتظار کرنا چاہئے تھا۔ پھر اسے ناگ عنبر اور ماریا کا خیال آنے لگا کہ جانے وہ کہاں ہوں گے۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ ماریا اسی شہر میں اس سے تھوڑے فاصلے پر بمبئی سنٹرل ریلوے سٹیشن کے ایک فرسٹ کلاس کے ویٹنگ روم میں بیٹھی اونگھ رہی ہے اور منگل کی رات کا انتظار کر رہی ہے جب وہ ویران مندر میں اس لڑکی سے ملنے والی تھی جس کا پتہ مندر کے بدمعاش پجاری نے اغوا کر رکھا تھا۔

کیٹی کو نیند آنے لگی۔

دوسرے دن وہ شام کو اٹھی اور شوٹنگ کے لئے پھر گاڑی آ گئی۔ اتفاق سے اس دوران پونا شہر سے اصلی ہیما مالینی کا کوئی ٹیلیفون نہ آیا۔ کیٹی کو معلوم تھا کہ اصلی ہیما مالینی دوسرے روز بمبئی پہنچنے والی ہے۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ جونہی وہ پہنچے گی یہ وہاں سے چلی جائے گی۔ سیٹ پر ششی کپور کے علاوہ دھرمیندر، دلیپ کمار اور سنجیو کمار بھی موجود تھے۔ دھرمیندر کیٹی سے گھل مل کر باتیں کرنے لگا۔ وہ تو اسے اصلی ہیما مالینی ہی سمجھ رہا تھا۔ اس نے ہیما مالینی کے دستانے دیکھ کر کہا۔

"یہ تم نے دستانے کس لئے پہن رکھے ہیں؟ انہیں اتارتی کیوں نہیں ہو؟"

کیٹی نے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے۔"

دھرمیندر خاموش ہو گیا۔ پھر دلیپ کمار اور سنجیو کمار آ گئے۔ وہ بھی کیٹی کے پاس بیٹھ کر ادھر ادھر کی ہنسی مذاق کی باتیں کرنے لگے۔ سب یہی کہہ رہے تھے کہ ہیما جی! یہ آپ کے دستانوں کا کیا راز ہے؟ کیٹی نے تنگ کر کہا۔

"آپ لوگ میرے دستانوں کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ کہہ جو دیا کہ ڈاکٹر کے کہنے پر پہنے ہیں۔"

دلیپ کمار اور سنجیو کمار نے ایک دوسرے کو آنکھ ماری اور خاموش ہو گئے۔

فلم کی شوٹنگ شروع ہو گئی۔ اس سین میں کیٹی نے ماڈرن لڑکی کا لباس یعنی قمیض اور سرخ پتلون پہن رکھی تھی۔ دستانے اب بھی اس کے ہاتھوں میں پڑے ہوئے تھے۔ ایک سین ختم ہوا تو کیٹی کچھ دیر کے لئے غسل خانے گئی۔ یہ عورتوں کا غسلخانہ تھا جو بالکل خالی تھا۔ کیٹی نے آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مارے رومال سے منہ صاف کیا اور پھر ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں کوئی عورت نہیں تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں کے دستانے اتار کر سامنے رکھے اور اپنے بائیں ہاتھ کو دیکھا۔ کالے کالے بالوں والا مردانہ ہاتھ دیکھ کر وہ کانپ اٹھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یا خدا! مجھے اس منحوس سکھ کے کالے بالوں والے ہاتھ سے کب نجات ملے گی؟"

اس نے صابن سے ہاتھ دھوئے۔ اسے عجیب لگا۔ ایک ہاتھ بڑا گورا، نرم و نازک تھا اور دوسرا کالا اور بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ دھو کر تولیے سے خشک کرنے کے بعد ایک بار پھر اپنے ہاتھ کو غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک ایک لڑکی نے چیخ ماری۔ کیٹی نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک لڑکی اس کے پیچھے کھڑی اس کے سیاہ بالوں والے مردانہ ہاتھ کو غور سے دیکھ کر سکتے میں آگئی تھی۔

کیٹی نے جلدی سے کہا۔ "میرا سین ہی ایسا ہے۔ یہ ہاتھ کو میک اپ کیا ہوا ہے۔"

لڑکی باہر بھاگ گئی۔ کیٹی نے فوراً دستانے پہنے اور باہر نکل کر سیٹ پر آگئی۔ وہ لڑکی بھی اسی فلم میں کام کر رہی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اس فلم میں کوئی بھی ایسا سین نہیں ہے جس میں ہیما مالینی کے ہاتھ کو مردانہ میک اپ کیا گیا ہو۔ اس نے آتے ہی تمام لڑکیوں کو بتا دیا کہ ہیما مالینی کا ایک ہاتھ مردانہ ہاتھ بن گیا ہے

"اس پر کالے کالے بال اُگ آئے ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔"

سارے سیٹ پر یہ بات پھیل گئی۔ ایکٹر دھرمیندر چونکہ

ہیما مالینی سے بے حد بے تکلف تھا اس لئے وہ اسے ایک طرف لے جا کر بولا۔

"ہیما جی! یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ پر کالے بال اُگ آئے ہیں؟"

کیٹی نے اسے گھور کر دیکھا اور جھڑکتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھ سے ایسی بات کرنے والے؟ خبردار جو آئندہ مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی۔"

دھرمیندر بے چارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ ہیما مالینی نے آج تک کبھی اس کو اس طرح نہیں ڈانٹا تھا۔ کیٹی اٹھ کر ایک بار پھر غسل خانے میں چلی گئی۔ اس نے اپنے مردانہ ہاتھ کے گرد پہلے رومال باندھا اور اس کے اوپر دستانہ چڑھا لیا تاکہ ریشمی دستانے میں سے کالے بال بالکل دکھائی نہ دیں۔

پھر وہ غسل خانے سے نکل کر سٹوڈیو کے باغ میں آکر ٹہلنے لگی۔

دوسری طرف ایسا ہوا کہ اصلی ہیما مالینی سٹوڈیو میں اپنی شاندار گاڑی میں بیٹھ کر داخل ہو گئی۔ وہ سیدھی سیٹ پر آگئی۔ اسے ساڑھی میں دیکھ کر ڈائریکٹر گھوش اور دوسرے لوگ ایک دم حیران ہو گئے۔ اس نے دستانے بھی پہنے ہوئے تھے۔

گھوش نے کہا۔ "ہیما جی! یہ آپ نے اتنی جلدی قمیص پتلون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اتار کر ساڑھی کیسے باندھ لی؟"

"کیا مطلب؟" اصلی ہیما مالینی نے تعجب سے پوچھا۔

مسٹر گھوش نے کہا۔" اس فلم میں آپ کا یہ لباس نہیں ہے اور پھر آپ ابھی ابھی پتلون میں تھیں۔"

اصلی ہیما مالینی نے بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں سے ان سب کو گھورتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" یہ آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ میں تو ابھی ابھی سیدھی پونا سے اپنی گاڑی میں سٹوڈیو آ رہی ہوں۔ میں تو ابھی اپنے گھر بھی نہیں گئی۔"

دھرمیندر نے اٹھ کر اصلی ہیما مالینی کے ہاتھ دیکھے۔

" ہیما جی! تمہارے دستانے کہاں ہیں؟"

ہیما مالینی نے ہنس کر کہا۔

" دھرمیندر جی! میں نے تو کبھی دستانے نہیں پہنے۔"

اب سب لوگ ایک دوسرے کو خوف بھری نظروں سے تکنے لگے۔ سب کے دل میں یہی ایک خیال تھا کہ یہ ہیما مالینی ہے تو پھر وہ ہیما مالینی کون ہے جس نے دستانے پہن رکھے تھے؟ مسٹر گھوش نے کہا۔

" ہیما جی! کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اگر آپ ابھی ابھی پونا سے آ رہی ہیں تو وہ کون ہیما مالینی تھی جس نے لال پتلون پہن کر

ابھی ابھی شوٹنگ کی ہے اور جس نے دستانے پہن رکھے تھے۔

اب ان سے زیادہ اصلی ہیما مالینی حیران ہو رہی تھی کہ یہ سب لوگ اسے کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے کہا۔

" میں نے تو کوئی شوٹنگ نہیں کی۔ میں نے سرخ پتلون بھی نہیں پہنی۔ میں تو ابھی ابھی سیدھی پونا سے آ رہی ہوں۔"

اتنے میں کیمرہ مین نے آ کر کہا۔

" مسٹر گھوش! ہیما جی کو کہیں کہ آ کر شوٹنگ کریں۔ وہ باہر باغ میں کھڑی ٹہل رہی ہیں۔"

اس نے ابھی اصلی ہیما مالینی کو نہیں دیکھا تھا۔

مسٹر گھوش نے کہا۔" ہیما مالینی تو یہ کھڑی ہیں۔"

کیمرہ مین کے منہ سے چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی۔

" مگر ـــ مگر ـــ ہیما مالینی جی تو سرخ پتلون پہنے باغ میں کھڑی ہیں ـــ"

مسٹر گھوش نے جھنجھلا کر کہا۔" اگر ہیما مالینی باہر باغ میں ہیں تو پھر یہ ہیما مالینی کون ہیں؟ اگر یہ ہیما مالینی ہیں تو باغ والی ہیما مالینی کون ہے۔ اف میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

اور فلم ڈائریکٹر سر پکڑ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

دھرمیندر، دیپ کمار اور سنجیو کمار باہر باغ کی طرف دوڑے، ششی کپور نے اصلی ہیما مالینی سے آہستہ سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اگر اس عورت نے آپ کا حلیہ بنا رکھا ہے تو پھر اس نے کمال کر دیا ہے۔ آپ کی اور اس کی شکل میں ذرا سا بھی فرق نہیں ہے۔"

ہیما مالینی مسکرائی اور کہا۔ "میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

وہ بھی باہر باغ میں آ گئی۔ یہ سب لوگ بڑی خاموشی سے دبے پاؤں باغ میں آئے تھے تاکہ جس عورت نے اصلی ہیما مالینی کا حلیہ بدل رکھا ہے اس کو خبر نہ ہو اور کہیں بھاگ نہ جائے۔

کیٹی اپنے دھیان میں باغ کے نیم اندھیرے میں ایک بینچ کے پاس خاموش کھڑی تھی۔ اور سوچ رہی تھی کہ اب وہ کس کی شکل اختیار کرے۔ بس چٹکی بجاتے ہوئے اسے گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں کچھ عجیب سی شکل نہ بن جائے اس کی۔ اچانک اسے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے سامنے دھرمیندر، ششی کپور، دلیپ کمار اور سنجیو کمار کے علاوہ اصلی ہیما مالینی بھی سفید رنگ کی خوبصورت ساڑھی میں کھڑی تھی۔ اس نے ہاتھوں میں دستانے نہیں پہن رکھے تھے اور وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ ان سب کی آنکھیں پھٹی پھٹی تھیں۔ کیونکہ اصلی اور نقلی ہیما مالینی میں ایک بال کے برابر بھی فرق نہیں تھا۔ اصلی ہیما مالینی پر اب خوف سا طاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے ہوبہو

اپنی شکل کی ایک عورت کو پتلون میں دیکھ رہی تھی۔

دلیپ کمار نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تم کون ہو؟"

کیٹی نے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے ہیرو صاحب؟"

دلیپ کمار خاموش ہو گیا۔ دھرمیندر نے آگے بڑھ کر کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم نے کیسے اصلی ہیما مالینی کی شکل بنا لی؟"

کیٹی مسکرائی کہنے لگی۔

"میں نے ہیما مالینی کی شکل نہیں بنائی بلکہ اصلی ہیما مالینی ہی بن گئی ہوں۔"

سنجیو کمار نے کہا۔ "تم اصل میں کون ہو؟"

ششی کپور بولا۔ "کیا ۔۔۔ کیا تم کوئی چڑیل ہو؟"

کیٹی نے ششی کپور کو گھور کر دیکھا اور کہا۔

"تمہارا قد چھوٹا ہے، مگر اس کے ساتھ عقل بھی چھوٹی ہی رہ گئی ہے۔ سنو ۔۔۔ میں اصل میں ہیما مالینی نہیں ہوں، بلکہ میں ششی کپور ہوں۔"

اگرچہ کیٹی چٹکی بجانے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن اس نے ششی کپور کی شکل کو تکتے ہوئے چٹکی بجا دی۔ دوسرے ہی لمحے لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ وہاں دو ششی کپور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آمنے سامنے کھڑے تھے۔ اصلی ششی کپور کا رنگ خوف کے مارے زرد پڑ گیا۔ کیٹی نے ششی کپور کی مردانہ آواز میں کہا۔

"اب بتاؤ کہ تم کون ہو؟ کیونکہ ششی کپور تو میں ہوں۔"

اور کیٹی ششی کپور ہی کی طرح قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

دلیپ کمار اور ہیما مالینی سہم کر پیچھے پیچھے ہٹ گئے۔ سنجو کمار وہاں سے بھاگ گیا کہ کہیں وہ اس کی شکل نہ بن جائے۔ کیٹی دل میں بڑی خوش ہوئی کہ اس تجربے سے اس کی چھڑی میں جو گڑبڑ ہو گئی تھی۔ وہ ختم ہو گئی تھی۔

کیٹی نے ہنستے ہوئے ششی کپور سے کہا۔

"میں تمہارے گھر جا رہا ہوں اور تمہاری بیوی کو ذرا بھی شک نہیں ہوگا کہ میں اصلی ششی کپور نہیں ہوں۔ بولو کیا ارادہ ہے تمہارا؟"

ششی کپور نے ہاتھ باندھ دیئے اور کہا۔

"دیوی! مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں آئندہ کبھی چڑیل نہیں کہوں گا۔"

کیٹی نے کہا۔ "جاؤ جاؤ۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔"

دلیپ کمار نے آگے بڑھ کر کیٹی سے کہا۔

"کیا تم مجھے اپنا اصلی روپ دکھا سکتی ہو؟"

کیٹی نے دلیپ کمار کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دلیپ کمار صاحب! آپ فلم انڈسٹری کے بہت بڑے ہیرو ہیں۔ سنا ہے آپ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ میں آپ کو اپنا اصلی روپ ضرور دکھاؤں گی مگر یہاں نہیں۔"

دلیپ کمار نے کہا۔ "تو پھر میرے ساتھ میرے گھر تشریف لے چلیں۔ میں آپ کو اپنی بیگم سائرہ بانو سے بھی ملاؤں گا۔"

"مجھے منظور ہے۔"

دلیپ نے کیٹی کو باغ کے سامنے کھڑی اپنی گاڑی میں بٹھایا اور اسے ساتھ لے کر اپنے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

کیٹی بولی۔

"میں دراصل ایک عورت ہوں اور میں نہیں چاہتی کہ آپ کے گھر ششی کپور بن کر جاؤں۔"

دلیپ کمار بولا۔ "اسی لئے تو میں نے عرض کیا تھا کہ آپ اپنے اصلی روپ میں آ جائیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "شاید آپ میرا اصلی روپ نہ دیکھ سکیں ایسا کریں کہ مجھے اپنا سیاہ شیشوں والا چشمہ دے دیں۔ وہ میں آنکھوں پر لگا لوں گی۔ کیونکہ میری آنکھیں آپ نہ دیکھ سکیں گے۔

دلیپ کمار نے اپنا کالا ٹھنڈا چشمہ کیٹی کو دے دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیتھی نے کہا۔ ”آنکھیں بند کر لیں آپ۔“

”گاڑی اگر کسی کھڈ میں گر گئی تو؟“

”تو پھر گاڑی روک دیں۔“

دلیپ کمار نے گاڑی روک دی۔ کیتھی چشمہ آنکھوں پر لگائے گاڑی کے پیچھے گئی۔ اس نے اپنی اصلی شکل آنکھوں میں جمائی اور آہستہ سے چٹکی بجا دی۔ دوسرے لمحے وہ اصلی صورت میں خلائی لڑکی کیتھی بن چکی تھی۔ دلیپ کمار نے جب ایک سرخ و سپید خوبصورت سنہرے بالوں والی لڑکی کو دیکھا جو سیاہ چشمہ لگائے اس کے پاس کھڑی مسکرا رہی ہے تو وہ بھی حیران رہ گیا۔

”دلیپ کمار صاحب! یہ ہے میرا اصلی روپ۔ میری اصلی شکل۔“

دلیپ کمار نے ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

”تم بے حد خوبصورت ہو۔“

کیتھی نے کہا۔ ”میری آنکھیں مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور حیران کر دینے والی ہیں۔ کہو تو چشمہ اتار دوں؟“

دلیپ کمار بولا۔ ”ہاں ضرور، اتار دیں۔“

اور کیتھی نے اپنی آنکھوں پر سے چشمہ اتار دیا۔ دلیپ نے جو اس کی نیلی اور چوکور آنکھیں دیکھیں تو خوف سے

اس کے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔

پسند آئیں میری آنکھیں آپ کو؟“ کیتھی نے پوچھا۔

دلیپ کمار اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھ کر کہنے لگا۔

ایسی آنکھیں میں زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ کیا —— کیا تمہاری یہ آنکھیں پیدائشی طور پر اسی طرح ہیں؟“

کیتھی نے مسکرا کر کہا۔ ”آپ ایسا ہی سمجھ لیں۔“

”میں تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟“

”کیتھی —— میرا نام کیتھی ہے۔“ کیتھی نے کہا۔

وہ گاڑی میں بیٹھ گئی اور دلیپ کمار گاڑی سٹارٹ کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے بنگلے میں اس وقت اس کی بیوی سائرہ بانو رات کا کھانا کھانے کے بعد سونے کی تیاریاں کر رہی تھی۔ دلیپ کمار نے کیتھی سے اس کا تعارف کروایا۔ سائرہ بانو نے گھور کر کیتھی کو دیکھا کہ یہ اتنی خوبصورت لڑکی کو اس کا خاوند کہاں سے لے آیا ہے؟

دلیپ کمار نے سائرہ بانو کو ایک طرف لے جا کر ساری کہانی سنا ڈالی۔ سائرہ بانو پریشان ہو کر بولی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ اس چڑیل کو یہاں کیوں لے آئے ہیں؟"

دلیپ نے کہا۔ "میں اخلاقی طور پر مجبور ہو گیا تھا۔ فکر نہ کرو دو ایک روز میں چلی جائے گی۔ اسے اوپر والا کمرہ دے دیں گے۔"

سائرہ بانو نے پوچھا۔ "یہ رات کو بھی ٹھنڈا چشمہ لگاتی ہے؟"

دلیپ کمار نے کہا "خدا کے لئے اس کی آنکھیں دیکھنے کی کوشش نہ کرنا۔ تم ڈر جاؤ گی۔"

"کیوں؟ ایسی کونسی بات ہے۔" سائرہ بانو نے پوچھا۔

دلیپ کمار بولا۔ "تم یقین نہیں کرو گی۔ مگر اس کی آنکھیں چوکور ہیں۔"

"کیا کہا؟" سائرہ بانو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔" دلیپ نے کہا۔ "میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کی آنکھیں دیکھی ہیں۔ وہ بالکل چوکور ہیں اور گہری نیلی ہیں۔"

سائرہ بانو نے کہا۔ "پھر تو اس کے چڑیل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔"

دلیپ کمار بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ یہ چڑیل نہ ہو بلکہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔"

"مگر ہمیں اس پر تحقیق کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے تو اس سے ڈر آنے لگا ہے۔"

دلیپ کمار نے سائرہ بانو کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ یہ ہمیں کچھ نہیں کہے گی اور پھر مجھے یقین ہے کہ یہ دو ایک روز میں واپس چلی جائے گی۔"

"واپس کہاں جائے گی؟"

"جہاں سے آئی ہے؟" دلیپ کمار نے مسکرا کر کہا۔

اتنے میں کیٹی نے آواز دی۔

"دلیپ کمار صاحب! یہ بھابی سے چپکے چپکے کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ کہیں میرے خلاف کوئی پروگرام تو نہیں بنا رہے؟"

دلیپ کمار اور سائرہ بانو مسکراتے ہوئے آ گئے۔

سائرہ بولی۔

"نہیں کیٹی بہن! بھلا تمہارے خلاف ہمیں کیا ضرورت ہے کوئی سازش کرنے کی۔ تم تو ہماری مہمان ہو۔"

"کیوں نہیں۔ اب بتاؤ کیٹی کہ تم کھاؤ گی کیا؟"

کیٹی کو اگرچہ کھانے پینے کی حاجت نہیں تھی مگر پھر بھی اس نے کہا۔

"صرف کافی پیوں گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلیپ کمار نے نوکر کو کافی لانے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر میں وہاں کافی آ گئی۔ اور وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔

دلیپ کمار نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی بہن! مجھے معاف کر دینا۔ میں نے سائرہ کو بتایا تھا کہ تم جس کا چاہے روپ بدل سکتی ہو مگر سائرہ بانو کو یقین نہیں آ رہا۔"

کیٹی نے سائرہ بانو سے پوچھا۔

"کیوں بھابی دلیپ جی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

سائرہ بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیٹی بہن! میرا دل نہیں مانتا کہ تم ہیما مالینی یا ششی کپور بن سکتی ہو۔"

کیٹی ہنسنے لگی۔ "اچھا تو میں تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک روپ بدلتی ہوں۔"

کیٹی نے چٹکی بجائی اور سائرہ بانو نے دیکھا کہ اس کے سامنے صوفے پر ایک کی جگہ دو دلیپ کمار بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیٹی نے دلیپ کمار کی آواز میں کہا۔

"دیکھو بھابی! اب تو تمہیں یقین آ گیا؟ اب تو تمہیں ایک کی بجائے دو دلیپ کمار مل گئے ہیں۔"

سائرہ بانو کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔

اس نے کہا۔

"خدا کے لئے مجھے اصلی دلیپ کمار واپس کر دو۔"

کیٹی نے کہا۔ "تم دلیپ کمار سے محبت کرتی ہو۔ تمہیں ایک کی جگہ دو دلیپ کمار مل گئے ہیں۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے۔"

سائرہ بانو نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"میرے لئے ایک ہی دلیپ کمار کافی ہے۔ مجھے اصلی دلیپ کمار واپس کر دو۔"

کیٹی نے چٹکی بجائی اور وہ پھر دلیپ کمار سے کیٹی بن گئی۔ سائرہ بانو نے اطمینان کا سانس لیا اور کہا۔

"یہ تو اصلی دلیپ کمار ہے نا؟"

کیٹی نے کہا۔ "ٹٹول کر دیکھ لو۔ یہ تمہارا ہی دلیپ کمار ہے۔"

دلیپ کمار مسکرا رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"کیوں بیگم۔ میں نے ٹھیک کہا تھا نا۔ خدا کی قسم ہماری بہن کیٹی نے تو آر۔کے سٹوڈیو میں افراتفری مچا دی تھی۔"

سائرہ بانو نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی بہن! کیا تم ہمیں نہیں بتاؤ گی کہ اصل میں تم کون ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا ۔ "سائرہ بہن! یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے میں ایک نامعلوم مشن پر اس شہر میں آئی ہوں ۔ میری ایک بہن اور دو بھائی ہیں ۔ وہ مجھ سے بچھڑ گئے ہیں میں ان کی تلاش میں یہاں آئی ہوں ۔"

سائرہ بولی ۔ "کیا وہ بھی تمہاری طرح جادو کے کرتب کر لیتے ہیں ؟"

کیٹی نے کہا ۔ "پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جادو کے کرتب نہیں ہیں ۔ یہ جادو سے بہت بلند چیزیں ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم میری بہن ماریا سے ملو تو حیران رہ جاؤ ۔ مگر تم اسے ملو گی کیسے وہ تو تمہیں نظر ہی نہیں آئے گی ۔"

"کیا کہا ؟" سائرہ نے حیرت سے کہا ۔ "کیا وہ نظر نہیں آتی ؟"

"نہیں ۔"

دلیپ کمار نے پوچھا ۔ "کیا وہ کوئی غیبی عورت ہے کیٹی ؟"

"ہاں ـــــ مگر اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی ۔ اب تم لوگ آرام کرو ۔ میں بھی آرام کرنا چاہتی ہوں ۔"

دلیپ کمار کی بیگم نے کیٹی کو اوپر لے جا کر اس کا کمرہ دکھایا اور کہا ۔

"یہ تمہارا کمرہ ہے کیٹی بہن ! اسے اپنا گھر سمجھنا ۔"

اور وہ خدا حافظ کہہ کر واپس چلی گئی ۔ کیٹی کو اس بات کی بڑی خوشی تھی کہ اس کی چٹکی میں جو خرابی آ گئی تھی وہ ٹھیک ہو گئی ہے ۔ پھر بھی اسے کچھ فکر ضرور تھی کہ کہیں یہ پھر کوئی گڑبڑ نہ کر دے ۔ لیکن وہ بار بار چٹکی بجا کر شکل بدلنے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہتی تھی ۔ کچھ دیر وہ کھڑکی کے پاس کھڑی سمندر کی طرف سے آنے والی ہوا کا لطف اٹھاتی رہی اور پھر پلنگ پر آ کر لیٹ گئی اور عنبر، ناگ اور ماریا کے بارے میں غور کرنے لگی ۔

○○○

منگل کے روز ماریا رات کو اندھیرا ہوتے ہی سمندر کے کنارے والے ویران مندر میں پہنچ گئی ۔ اسی وقت پر پہلے بدمعاش پجاری کالے کپڑوں میں لپٹا ہوا مندر میں داخل ہوا اور اس کے بعد مظلوم عورت داخل ہوئی ۔ وہ دونوں مندر کے تہہ خانے میں پہنچ گئے ۔ یہاں آتے ہی بدمعاش پجاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کہا۔

"لاؤ۔ کیا لائی ہو میرے گھر سے چرا کر؟"

بے چاری نوکرانی رو پڑی۔

"میں چوری نہیں کر سکتی۔"

بدمعاش پجاری کا تو ایکدم پارہ چڑھ گیا۔

"کیا کہا؟ چوری نہیں کرے گی؟ تو جاؤ پھر تمہیں کل تمہارے بچے کی لاش ملے گی۔"

عورت بدمعاش پجاری کے قدموں پہ گر پڑی۔

"بھگوان کے لئے میرے بچے کو کچھ نہ کہنا۔ مجھے جان سے مار ڈالو۔ مگر میرے بچے کو کچھ نہ کہنا۔"

بدمعاش پجاری نے زور سے لات مار کر عورت کو پرے گرا دیا۔ اب ماریا سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ عورت کے ساتھ ہوتا ظلم اس سے آگے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے بدمعاش پجاری کو زور سے ایک تھپڑ مار دیا۔ پجاری تین لڑھکنیاں کھا کر دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا اور وہیں کراہنے لگا۔ وہ یہ سمجھا کہ مندر کی دیوی نے اس سے عورت پر ظلم کرنے کا بدلہ لیا ہے۔ نوکرانی عورت بھی ڈر گئی۔

بدمعاش پجاری نے جب دیکھا کہ وہاں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے اسے تھپڑ مارا ہو تو وہ اٹھا۔ اب اس کے دل سے یہ

خیال نکل گیا تھا کہ اس ویران مندر میں کوئی دیوی رہتی ہے جس نے اسے تھپڑ مار تھا۔ وہ یہ سمجھا کہ ایسا اس عورت نے کیا ہے۔

اس نے دوسری بار عورت پر ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ماریا نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور کہا۔

"تم اس عورت اور دوسری عورتوں کے ساتھ جو ظلم کرتے رہے ہو آج اس کا بدلہ چکا دیا جائے گا۔"

ماریا کی آواز سن کر بدمعاش پجاری اور وہ مظلوم عورت چونک پڑے۔ بدمعاش پجاری تو خوف سے کانپنے لگا۔ اس کے منہ سے آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ ماریا نے اسے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور زور سے اچھال دیا۔ بدمعاش پجاری کا سر اوپر چھت کے ساتھ بڑی زور سے ٹکرایا اور جب وہ گرا تو ختم ہو چکا تھا۔ ماریا نے اس عورت سے کہا

"تم مجھ سے نہ ڈرو۔ میں تمہاری دوست ہوں۔ میں جانتی ہوں تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

مظلوم عورت کے خوف زدہ چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے خشک سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم — تم دیوی ہو ماتا؟"

ماریا نے کہا۔ "نہ میں دیوی ہوں نہ ماتا ہوں۔ تمہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ سوال کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میرے ساتھ ایلورا کے غاروں میں چلو۔ تمہارا بیٹا وہاں پر اغوا کر کے رکھا ہوا ہے۔ ہم گیٹ وے آف انڈیا جائیں گے۔ فکر نہ کرنا میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں گی۔"

مظلوم عورت کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آگئے تھے۔ وہ مندر سے نکل آئی اور سمندر کے کنارے کنارے اس نے گیٹ وے آف انڈیا کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔

○

غار کا پُراسرار تہ خانہ

رات کے دو بجے تھے۔

گیٹ وے آف انڈیا کی گھاٹ پر کوئی ملاح نہیں تھا۔ مظلوم عورت سیڑھیاں اُتر کر کھڑی ہو گئی۔ آگے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اس نے ایک کشتی کی رسی کھولی اور اس میں بیٹھ گئی۔ ایک ملاح جاگ پڑا۔ اس نے کہا۔

"ارے یہ کشتی کون لے جا رہی ہے؟ پکڑو۔"

ماریا نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں سمندری گھاٹ کی دیوی ہوں۔ خاموش رہو۔ اگر آواز نکالی تو قتل کر دوں گی۔ میں کشتی لے کر سیر کرنے جا رہی ہوں۔"

ماریا نے ملاح کے منہ سے ہاتھ اٹھائے تو وہ بے ہوش ہو کر دھڑام سے گر پڑا۔ عورت کشتی کو لئے ایلورا کے غاروں کی طرف چلی جا رہی تھی۔ ماریا اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اور مظلوم عورت کے ساتھ کشتی کھے رہی تھی۔ اس عورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے ڈرتے ڈرتے کہا۔" دیوی! تم نے میری مدد کی ہے۔ میں ساری زندگی تمہارے گُن گاؤں گی۔"

ماریا نے کہا۔" اس کی ضرورت نہیں ہے بہن۔ یہ میرا فرض تھا۔ اور اگر اس رات جب تم نے بدمعاش پجاری کو زیور دیئے۔ اتفاق سے میں مندر میں نہ ہوتی تو شاید میں تمہاری مدد کے لئے نہ آ سکتی۔"

عورت نے پوچھا۔" کیا میرا بیٹا ٹھیک ہے نا؟"

ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے ایک روز پہلے اسے دیکھا تھا۔"

کشتی ایلورا گھاٹ پر جا کر رُک گئی۔ ماریا نے کہا۔

" تم مجھے دیکھ نہیں سکتی ہو۔ مگر میری آواز سن سکتی ہو۔ اس لئے جو میں کہوں اسے غور سے سننا اور اس پر عمل کرنا۔ میرے ساتھ سامنے والے پہاڑ کے غار میں چلو۔"

مظلوم عورت نے کہا۔" یہی ایلورا غار ہے کیا دیوی؟"

" ہاں۔"

وہ عورت غار کی طرف چل دی۔ یہاں رات تاریک تھی اور سبزے اور درختوں کی وجہ سے بہت اندھیرا تھا۔ ماریا اس عورت کی رہنمائی کر رہی تھی۔ غار کے دروازے پر ایک چوکیدار سویا ہوا تھا۔ ماریا نے عورت سے کہا۔

" اس کا کام جاگ کر پہرہ دینا ہے۔ مگر یہ سو رہا ہے۔ اس موقع کو غنیمت جانو اور اس کے قریب سے نکل کر غار میں داخل ہو جاؤ۔"

مظلوم عورت چوکیدار کے بالکل پاس سے گذر کر ایلورا غار میں داخل ہو گئی۔ یہاں اندھیرا تھا۔ غار میں آگے جا کر ایک جگہ موم بتی جل رہی تھی۔ جس کی ہلکی روشنی میں دیواروں پر بنی ہوئی مورتیاں اور بُت بڑے بھیانک لگ رہے تھے۔ ماریا نے کہا۔

" بائیں طرف غار میں گھوم جاؤ۔ فکر نہ کرنا۔ میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں۔ اگر کسی نے تم پر حملہ کیا تو اسے میں سنبھال لوں گی۔"

مظلوم عورت دوسرے غار میں گھوم گئی۔ ماریا اسے غار میں ساتھ لے کر اترنے لگی تو دیکھا کہ وہاں دو ہٹے کٹے مشٹنڈے پہرہ دے رہے ہیں۔ عورت ایکدم پیچھے ہٹ کر اندھیرے میں دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ ماریا نے سرگوشی میں کہا۔

" تم اسی جگہ چھپی رہو۔"

یہ کہہ کر ماریا آگے بڑھی اور غار کے تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔ آگے اس تہہ خانے کا دروازہ آ گیا۔ جس کے اندر اس عورت کا بچہ قید تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ یہاں کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہرے دار پہرہ نہیں دے رہا تھا۔ مگر دروازے پر تالا پڑا تھا۔ ماریا نے تالے پر زور سے ہاتھ مارا۔ جھنکار کی آواز پیدا ہوئی اور تالا ٹوٹ کر گر پڑا۔ آواز سن کر دونوں پہرے دار اندر کو بھاگے۔ دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں۔ مگر تالا ٹوٹا پڑا ہے۔ بڑے حیران ہوئے۔

"یہ تالا کس نے توڑا ہے؟"

ماریا نے کہا: "میں نے توڑا ہے۔"

دونوں چونک کر پیچھے ہٹے۔ "یہ کس — کس کی آواز تھی؟"

ماریا نے کہا۔ "میری آواز ہے۔ مگر تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ کوئی آدمی اپنی موت کو نہیں دیکھ سکتا۔"

پہرے دار باہر کو بھاگنے ہی لگے تھے کہ ماریا نے دونوں کو پکڑ کر ان کے سر آپس میں اتنی زور سے ٹکرائے کہ دونوں کی کھوپڑیاں تڑخ گئیں۔ ماریا نے انہیں زمین پر اندھیرے میں پھینک دیا اور تہہ خانے میں جا کر دیکھا کہ بچہ سو رہا تھا۔ ماریا نے باہر آکر بچے کی ماں کو آواز دی۔ وہ بھاگی بھاگی آئی اور اس نے اپنے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔

ماریا نے کہا: "اب تم بے فکر ہو کر جہاں چاہو رہو اور

کام کرکے اپنے بچے کی پرورش کرو۔"

عورت نے کہا۔ "ان لوگوں کا پورا گروہ ہے۔ سردار مر گیا ہے تو باقی میری جان نہیں چھوڑیں گے۔"

ماریا نے کہا۔ "فکر نہ کرو۔ میں انہیں بھی جا کر ختم کر دوں گی۔ کیونکہ وہ سارے کے سارے قاتل ہیں اور کئی عورتوں مردوں کو قتل کر چکے ہیں۔ تم اب جاؤ۔"

ماریا نے عورت کو کشتی میں سوار کروایا اور اسے بمبئی شہر کی گھاٹ کی طرف روانہ کر دیا۔ ماریا خود مندر سے اوپر کوئی دس فٹ کے فاصلے پر رہ کر اڑتی ہوئی شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ شہر کے اندر بھوانی مندر میں آپہنچ گئی۔

صبح ہو رہی تھی۔ مگر لوگ ابھی مندر میں آنا شروع نہیں ہوئے تھے۔ بدمعاش پجاری کے دونوں بدمعاش ساتھی پریشان تھے کہ استاد ابھی تک مندر سے واپس کیوں نہیں آیا۔ وہ مندر کی ایک کوٹھڑی میں پریشان بیٹھے تھے کہ ماریا نے دروازے پر دستک دی۔

"استاد آ گیا۔"

ایک پجاری نے کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ مگر باہر کوئی نہیں تھا۔ وہ حیران ہو کر بولا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"باہر تو کوئی نہیں ہے ۔ یہ کس نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا؟"

ماریا نے کہا۔ "میں نے ——"

پجاری اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔

"تم — تم کون ہو؟"

اس نے چاروں طرف اندھیرے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری موت ہوں" ماریا نے جواب دیا۔

وہ پجاری کوٹھڑی کی طرف بھاگا اور جاتے ہی دروازہ اندر سے بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دی۔

دوسرے نے پوچھا۔ "اگر باہر کوئی نہیں تھا تو تو کس سے باتیں کر رہا تھا۔"

پجاری نے کانپتے ہوئے کہا۔

"باہر کوئی نہیں ہے مگر کوئی ضرور ہے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو؟ پاگل ہو گئے ہو کیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باہر کوئی نہ ہو اور پھر ہو بھی۔"

پہلا پجاری بولا۔ "خاموش ہو جاؤ۔ ایسا لگتا ہے کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔"

"ارے کیا ہونے والا ہے؟ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟"

ماریا نے دروازے میں سے نکل کر ان کے قریب جا کر کہا۔

"میں بتاتی ہوں کہ کیا ہونے والا ہے۔"

دونوں ڈر کے مارے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

ماریا نے کہا:

"تم اسی طرح جہنم میں جاؤ گے۔ کیونکہ تم نے نہ جانے کتنے گھروں کو اجاڑا ہے اور کتنے انسانوں کو قتل کیا ہے۔"

دونوں تھر تھر کانپ رہے تھے۔ انہیں ایک عورت کی آواز آ رہی تھی مگر وہ عورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

ماریا نے ان دونوں کو اسی طرح اٹھا لیا اور تہہ خانے کی دیوار کا ایک پتھر باہر نکال کر انہیں اندر پھینک کر اوپر سے پتھر جڑ دیا۔ اسے ان دونوں کی آوازیں آنے لگیں۔ کچھ دیر بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ پھر ماریا مندر سے باہر آئی۔ اس نے ظالموں کو ان کے انجام تک پہنچا دیا تھا۔ اب وہ کسی کے گھر کو نہیں اجاڑ سکتے تھے اور کسی بے گناہ عورت پر ظلم نہیں کر سکتے تھے۔

صبح ہو گئی تھی۔ شہر کے بازاروں میں رونق ہونے لگی تھی مائیں بچوں کو لے کر سکول جا رہی تھیں۔ لوگ دفتروں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا رہے تھے۔ موسم خوشگوار تھا۔ ماریا ایک اخبار بیچنے والے کے پاس کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظر اخبار کے پہلے صفحے پر پڑی۔ وہاں دو ہیما مالینی کی تصویریں ساتھ ساتھ لگی تھیں نیچے موٹے لفظوں میں لکھا تھا۔

"بمبئی سٹوڈیو میں دو ہیما مالینی آگئیں۔ دونوں کی شکل ایک جیسی تھی۔"

"دوسری ہیما مالینی کون تھی؟"

ماریا چونک پڑی۔ یہ کام سوائے کیٹی کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اخبار اٹھا لیا۔ اخبار فروش نے دیکھا کہ ایک اخبار اس کے سامنے پڑے پڑے اوپر کو اٹھا اور غائب ہو گیا۔ وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس نے آنکھیں زور زور سے جھپکیں۔ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ نہیں۔ نہیں۔ اخبار اوپر نہیں اٹھا۔ یہ میرا وہم ہے۔ اس نے اخبار گنے تو ایک اخبار کم تھا۔ وہ چونک پڑا۔ اس دوران ماریا نے ساری خبر پڑھ لی تھی کہ کس طرح ایک ہیما مالینی سٹوڈیو میں آئی اور اس کے بعد اصلی ہیما مالینی بھی آ گئی۔ اخبار میں یہ بھی لکھا تھا کہ ایک ہیما مالینی چڑیل تھی جس نے پھر ششی کپور کی شکل بنا لی اور دلیپ کمار کے ساتھ چلی گئی۔ بعد میں دلیپ کمار کا بھی بیان تھا کہ وہ عورت ششی کپور

کی شکل میں میرے ساتھ گئی مگر راستے میں غائب ہو گئی۔ اصل میں دلیپ کمار نے لوگوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے ایسا کہا تھا۔

ماریا نے اخبار واپس رکھ دیا۔

اخبار بیچنے والے نے جب ایک بار پھر غائب سے اخبار واپس آتے دیکھا تو چیخ مار کر بولا۔

"بھوت! بھوت!"

لوگ جمع ہو گئے۔ مگر ماریا وہاں سے جا چکی تھی۔ اب اس کی منزل دلیپ کمار کا بنگلہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیٹی ضرور دلیپ کمار کے پاس ہی ہو گی۔ کیونکہ یہ کام سوائے کیٹی کے اور کوئی نہیں کر سکتی تھا۔ دلیپ کمار کے بنگلے کا پتہ اسے معلوم نہیں تھا۔ وہاں لوگوں کے لئے ٹیلیفون کے بوتھ بھی نہیں بنے ہوئے تھے کہ وہاں سے وہ ٹیلیفون ڈائریکٹری دیکھ کر دلیپ کمار کے گھر کا پتہ معلوم کر لیتی۔ ماریا نے ایک ٹیکسی دیکھی جو سڑک کے کنارے خالی کھڑی تھی اور اس کا ڈرائیور چائے پی رہا تھا۔

ماریا انتظار کرنے لگی کہ وہ چائے پی لے۔ جب ڈرائیور نے چائے ختم کر کے پیالی ہوٹل والے لڑکے کو دی اور اسے پیسے بھی دے دیئے تو ماریا اس کی ٹیکسی میں جا کر بیٹھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی - ماریا کے بیٹھنے کا ڈرائیور کو بالکل پتہ نہ چل سکا اس نے ٹیکسی سٹارٹ کی اور سڑک پر روانہ ہو گیا —— تھوڑی دور جانے کے بعد ماریا نے پیچھے سے ڈرائیور کی گردن پہ انگلی رکھ کر دبائی اور کہا۔

"دلیپ کمار کے بنگلے پہ چلو اور خبردار اگر شور مچایا تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گی"

ڈرائیور خوف سے اچھل پڑا۔ اس نے سامنے لگے ہوئے شیشے میں سے پیچھے دیکھا - اسے پچھلی سیٹ بالکل خالی نظر آئی۔ بڑا حیران ہوا کہ جب پیچھے کوئی سواری نہیں ہے تو پھر پستول کس نے اس کی گردن سے لگا دیا ہے۔ پھر سوچا کہ ہو سکتا ہے۔ یہ عورت نیچے بیٹھی ہوئی ہو۔ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا -

"بہن ! میں تمہیں دلیپ کمار صاحب کے گھر پر چھوڑ دوں گا - مگر بھگوان کے لئے مجھے کچھ نہ کہنا - میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"

ماریا نے کہا -

"میں تمہیں کہوں گی - بس خاموشی سے دلیپ کمار کے گھر پہنچا دو"

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی شہر سے باہر سمندر کے

کنارے ایک خوبصورت بنگلے کے باہر پہنچ کر رک گئی۔ ڈرائیور نے پیچھے دیکھے بغیر کہا۔

"یہ ہے بی بی دلیپ جی کا بنگلہ !"

ماریا ٹیکسی سے اتر گئی - اس نے کہا -

"تم اسی جگہ ٹھہرو - میں تمہیں کرایہ بھجواتی ہوں"

مگر ٹیکسی والا کہاں رکنے والا تھا - ادھر ماریا بنگلے کے دروازے کی طرف بڑھی، ادھر وہ ٹیکسی بھگا کر لے گیا - ماریا ہنس پڑی - پھر وہ بنگلے کے گیٹ میں سے اندر داخل ہو گئی - ایک طرف بندھا ہوا کتا زور زور سے بھونکنے لگا - نوکر نے نکل کر اسے چپ کرانے کی کوشش کی مگر وہ زور زور سے بھونکتا رہا -

اوپر سے سائرہ بانو نے جھانک کر کہا -

"عبدل ! یہ کیوں شور مچا رہا ہے ؟"

نوکر بولا - "بی بی جی ڈر گیا ہے"

"کس سے ڈر گیا ہے - یہاں تو کوئی نہیں ہے جو اسے ڈرائے ؟"

ماریا ڈرائنگ روم میں آ گئی - ڈرائنگ روم بے حد سجا ہوا تھا مگر خالی تھا - سیڑھیاں اوپر والی منزل کو جا رہی تھیں - ماریا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی - ایک بیڈ روم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بند تھا۔ ماریا نے دروازے میں سے گزر کر دیکھا کہ اندر پلنگ پر دلیپ کمار رات بھر کی شوٹنگ کے بعد گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ باہر آ گئی۔ باورچی خانے میں سائرہ بانو ایک نوکرانی کی مدد سے ناشتہ تیار کر رہی تھی۔ نوکرانی باہر گئی تو ماریا نے کاؤنٹر پر رکھا ہوا کپ اٹھا لیا۔ سائرہ بانو نے دیکھا کہ کپ غائب ہو گیا ہے۔ اس نے سوچا کہ شاید اس نے کپ ٹرے میں رکھا ہی نہیں تھا۔ الماری میں سے اس نے دوسرا کپ نکال کر ٹرے میں رکھا۔ ماریا نے اس بار پورا ٹرے ہی اٹھا لیا۔ پورے ٹرے کو غائب ہوتے دیکھ کر سائرہ کی چیخ نکل گئی۔ نوکرانی بھاگتی ہوئی آئی۔ دلیپ کمار بھی جاگ اٹھا۔

"کیا ہوا سائرہ؟"

اس نے سلیپنگ گاؤن سنبھالتے ہوئے باورچی خانے میں آ کر پوچھا۔

سائرہ بانو کا رنگ زرد ہو گیا ہوا تھا۔

"خدا کے لئے اس چڑیل کو گھر سے نکال دیں"

"کیوں کیا کیا اس بے چاری نے؟" دلیپ نے پوچھا۔

"میرا چائے سے بھرا ہوا ٹرے غائب کر دیا ہے"

ماریا سمجھ گئی کہ کیٹی اسی گھر میں ہے اور سائرہ بانو نے

اسی کو چڑیل کہا ہے۔ اس نے ٹرے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ ٹرے کو غائب ہو کر اچانک دوبارہ ظاہر ہوتے دلیپ کمار نے بھی دیکھا تو کچھ سوچ کر بولا۔

"کیٹی بہن! کیا یہ تم نے ٹرے گم کیا تھا؟"

ماریہ مسکرائی۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اسے ناگ عنبر نہ سہی کیٹی مل گئی تھی۔ اب اسے ناگ عنبر بھی مل جائیں گے۔ وہ بڑی خوش ہوئی۔ اس نے دلیپ کمار اور سائرہ بانو کو کچھ نہ کہا اور باورچی خانے سے نکل کر اب کمروں میں کیٹی کی تلاش شروع کر دی۔ باقی سارے کمرے خالی تھے۔ کیٹی کہیں بھی نہیں تھی۔ ماریا نیچے باغ میں آ گئی۔ اچانک اس کی نظر کیٹی پر پڑ گئی۔ وہ ایک درخت کے پاس سنگِ مرمر کی سفید کرسی پر بیٹھی تھی۔ سیاہ چشمہ آنکھوں پر چڑھا رکھا تھا۔ اور وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی ماریا قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ کیٹی اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ اچانک اسے ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نے چونک کہا۔

"ماریا بہن! کیا یہ تم ہو؟"

"ہاں کیٹی! میں ہوں ماریا"

"میرے خدا! تیرا لاکھ شکر ہے۔ ماریا! میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری ہی تلاش میں تھی ۔ اچھا ہوا تم مل گئیں ۔
ناگ عنبر کہاں ہیں ؟"

ماریا اس کے پاس بیٹھ گئی ۔ پہلے ماریا نے اسے اپنے واقعات سنائے ۔ اس کے بعد کیٹی نے پُر اسرار محل میں گم ہو جانے کے بعد سے لے کر دلیپ کمار کے بنگلے پر آنے تک ساری کہانی سنائی ۔

ماریا نے کہا ۔

"اگر میری نظر صبح کے اخبار پر نہ پڑتی تو شاید تم سے ملاقات نہ ہوتی اور میں کسی اور زمانے میں نکل جاتی ۔"

کیٹی نے کہا ۔

"میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ تم اس شہر میں ہو گی — کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے کہ تم مل گئی ہو ۔ اب ہم دونوں مل کر ناگ عنبر کو تلاش کریں گی ۔"

ماریا کہنے لگی ۔ "لیکن ہمیں ناگ عنبر کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے کہ ہم سے جدا ہونے کے بعد ان پر کیا گذری اور وہ اس وقت کہاں ہوں گے ۔ مصیبت یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی سے بھی کسی زمانے میں داخل نہیں ہو سکتے ۔ بس کوئی اتفاق یا کوئی اچانک حادثہ ہی ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک عہد سے دوسرے عہد میں لے جاتا ہے ۔"

کیٹی نے کہا ۔ "یہی ہماری مجبوری ہے ماریا بہن — لیکن بہر حال ہم کچھ روز اسی شہر میں ناگ عنبر کی راہ دیکھیں گے ۔ اس کے بعد یہاں سے کسی جہاز میں سوار ہو کر ملک روم کی طرف نکل جائیں گی ۔ ہو سکتا ہے روم کے نیلے پانیوں والے سمندر کے کنارے کسی محل میں ان دونوں سے ملاقات ہو جائے ۔"

نوکرانی کیٹی کے آگے ناشتے کی ٹرے رکھ کر چلی گئی ۔ اس نے اوپر سائرہ بانو کو جا کر بتایا کہ نیچے مہمان بی بی کسی ۔ ۔ ۔ باتیں کر رہی ہے ۔ سائرہ نے پوچھا ۔

"ساتھ والی ہمسائی سے باتیں کر رہی ہے ؟"

"نہیں بی بی جی !"

"تو پھر کس سے باتیں کر رہی ہے ؟"

"بی بی جی ! وہ جس سے باتیں کر رہی ہے ، وہ نظر نہیں آ رہی ۔"

سائرہ نے نوکرانی کو جھڑک کر کہا ۔

"چل جا کر کام کر ۔ تیرا تو دماغ خراب ہو گیا ہے ۔ بھلا کوئی ہوا سے بھی باتیں کرتا ہے ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلیپ کمار چائے پی رہا تھا۔ اس نے پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سائرہ! دال میں کچھ کالا ہے۔"

"کیا کالا کالا ہے؟"

دلیپ بولا۔ "کیٹی نے کہا تھا کہ اسے اپنی ایک بہن کی تلاش ہے جو نظر نہیں آتی۔ میرا خیال ہے اس کی وہ غیبی بہن آ گئی ہے۔ تم میرے ساتھ آؤ۔"

دلیپ نے سائرہ کو ساتھ لیا اور نیچے باغ کے لان میں آ گیا۔

"کیٹی بہن! اکیلی اکیلی چائے پی رہی ہو؟"

ماریا نے دلیپ کمار اور سائرہ کی طرف دیکھا۔ اور کیٹی سے کہا۔

"نہیں میرا مت بتانا۔"

کیٹی نے آہستہ سے کہا۔

"معافی چاہتی ہوں ماریا بہن! میں دلیپ بھیا کو تمہارے بارے میں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ اب مجھے اجازت دو کہ میں تمہارا اس سے تعارف کرواؤں۔"

ماریا خاموش ہو گئی۔ سائرہ نے کیٹی کو ہوا سے باتیں کرتے سن لیا تھا۔ دلیپ کمار نے بھی کیٹی کی آواز سن

لی تھی کہ وہ کسی سے باتیں کر رہی تھی۔ جب وہ قریب آیا تو بولا۔

"کیٹی بہن! مجھے لگتا ہے کہ یہاں کوئی ہے۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔ "تم ہو۔ میں ہوں۔ سائرہ بھابی ہے۔"

سائرہ بٹر بٹر تک رہی تھی۔ دونوں پتھر کی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دلیپ کمار بولا۔

"نہیں۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے علاوہ بھی یہاں کوئی ہے۔"

"کہاں ہے؟ تم خود دیکھ لو۔" کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

دلیپ کمار نے کہا۔ "وہ کوئی ایسی ہستی ہے کہ ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔"

کیٹی خاموش ہو گئی۔ سائرہ بھی چپ تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے بالکل قریب کھڑا آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہے۔ اس نے دلیپ کمار کے کان میں کہا۔

"کوئی میرے پاس ہی کھڑا ہے۔"

"شی! کوئی بات نہیں۔" دلیپ نے کہا۔

کیٹی بولی۔ "سائرہ بھابی کیا کہہ رہی ہیں؟"

دلیپ نے کہا۔ "یہ کہہ رہی ہیں کہ کوئی غیبی ہستی اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے بالکل پاس کھڑی ہے۔"

اب ماریا سے نہ رہا گیا۔ اسے علم ہو گیا تھا کہ کیٹی نے وہاں بڑی دوستانہ فضا بنا رکھی ہے اور دلیپ کمار کو ماریا کے بارے میں پہلے ہی پتہ لگ چکا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"سائرہ بھابی ٹھیک کہہ رہی ہیں دلیپ بھائی! میں ان کے بالکل پاس کھڑی ہوں۔"

سائرہ کی تو چیخ نکل گئی۔ کیٹی نے کہا۔

گھبراؤ نہیں سائرہ بھابی۔ یہ ماریا ہے، میری بہن۔ جس کی مجھے تلاش تھی۔ وہ یہاں آ گئی ہے۔

پھر اس نے اندازے سے اس طرف دیکھ کر جدھر اس کا خیال تھا کہ ماریا کھڑی ہو گی، کہا۔

"ماریا بہن! کیا ان مشہور ہستیوں کے تعارف کروانے کی ضرورت ہے؟"

ماریا نے کہا: "نہیں کیٹی۔ انہیں سب جانتے ہیں اور اب میں بھی جاننے لگی ہوں۔"

دلیپ کمار اور سائرہ بانو بڑے غور سے ماریا کی آواز سن رہے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا پہلا تجربہ تھا کہ وہ ایک ایسی عورت کی آواز سن رہے تھے کہ جس کی شکل انہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ ماریا ان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ دلیپ کمار نے

ان سے یہ پوچھنے کی بہت کوشش کی کہ وہ اصل میں کون ہیں اور کس سفر پہ ہیں اور کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جا رہی ہیں؟

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"ہم ماضی کے اندھیروں سے آئی ہیں اور ماضی کے اندھیروں میں ہی سفر کرتی واپس چلی جا رہی ہیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "دلیپ بھائی! تم ہمارے صدیوں کے سفر کے راز کو نہیں سمجھ سکو گے۔ کیا تم یقین کرو گے کہ ابھی ہمارے دو بھائی ایسے ہیں کہ اگر تم انہیں ملو تو دنگ رہ جاؤ؟"

دلیپ کمار نے پوچھا۔ "وہ کہاں ہیں؟"

کیٹی نے کہا۔ "ہم ان ہی کی تلاش میں ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ وہ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو ایک ہزار سال بعد یا ایک ہزار سال پیچھے ماضی میں ہمیں کہیں نہ کہیں ضرور مل جائیں گے۔"

سائرہ بولی۔ "تمہاری باتیں سن کر میری تو عقل چکرا گئی ہے۔"

دلیپ کمار نے کہا۔ "تم الف لیلیٰ کے جادوگروں کی سی باتیں کرتی ہو۔"

ماریا نے کہا۔ "ہمارے صدیوں کے سفر کے سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

الف لیلیٰ کے جادوگروں کا جادو بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"

کیٹی نے چائے بناتے ہوئے کہا۔

"تم چائے پیو دلیپ بھائی۔ ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ تمہاری کیا، کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔"

سائرہ بانو نے کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا۔

"کیٹی بہن! تم ہر وقت آنکھوں پر کالا چشمہ کیوں چڑھائے رکھتی ہو؟"

کیٹی نے مسکرا کر دلیپ کمار کی طرف دیکھا اور کہا۔

"دلیپ بھائی! میں بھابی کو اپنی آنکھیں دکھادوں؟"

دلیپ کمار نے سائرہ بانو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سائرہ! تم کیٹی کی آنکھیں دیکھ سکو گی؟"

سائرہ بانو نے کہا۔ "کیا کیٹی بہن کی آنکھیں خوفناک ہیں؟"

دلیپ نے کہا۔ "کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟"

"تم نے دیکھی ہیں کیٹی بہن کی آنکھیں؟"

دلیپ کمار نے کہا۔ "ہاں میں نے دیکھی ہیں۔"

سائرہ بانو بولی۔ "تو پھر میں بھی دیکھوں گی۔"

کیٹی نے کہا۔ "ڈرو گی تو نہیں بھابی؟"

سائرہ بانو نے کہا۔ "اگر یوسف نہیں ڈرا تو میں کیوں ڈرنے لگی؟"

ماریا نے کہا۔ "کیٹی! سوچ سمجھ کر چشمہ اتارنا۔"

سائرہ بانو ہنس پڑی۔ "بھئی آپ لوگ مجھے اتنا بزدل تو نہ سمجھیں۔"

دلیپ کمار نے کہا۔ "کیٹی بہن! چشمہ اتار دو۔"

کیٹی نے چشمہ اتار دیا۔ سائرہ بانو نے کیٹی کی نیلی چوکور آنکھوں کو دیکھا تو ایک بار تو کرسی پر سے اچھل پڑی۔ پھر کرسی کے بازوؤں کو زور سے پکڑ کر بولی۔

"میرے خدا! میں نے ایسی آنکھیں آج تک نہیں دیکھیں یہ — یہ تو چوکور ہیں۔"

کیٹی نے ہنس کر کہا۔ "ہاں — بالکل چوکور ہیں اور اصلی ہیں۔"

سائرہ بانو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں تو نہانے جا رہی ہوں۔"

اور وہ جلدی سے اٹھ کر چلی گئی۔ دلیپ کمار اور کیٹی ہنسنے لگے۔

ماریا نے کہا۔ "سائرہ ڈر گئی ہیں۔"

دلیپ بولا۔ "ارے نہیں۔ وہ بڑی بہادر ہے۔"

پھر کیٹی سے کہنے لگا۔ "تم نے اپنی بہن کا نام نہیں بتایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیسی۔"

ماریا نے کہا: "میرا نام ماریا ہے اور اس سے زیادہ میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔"

دلیپ بولا۔ "میں تم سے اس سے زیادہ کچھ نہیں پوچھوں گا۔ مگر کیٹی! کیا مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم کس دنیا کی مخلوق ہو؟ کیا اس دنیا میں سب کی آنکھیں چوکور ہوتی ہیں؟"

"ہاں۔ وہاں سب کی آنکھیں چوکور ہوتی ہیں۔"

دلیپ کمار بولا۔ "اگر تم میری فلم میں ہیروئن کا رول ادا کرنے پر راضی ہو جاؤ تو خدا کی قسم فلمی دنیا میں ایک انقلاب آ جائے۔ لوگوں نے آج تک چوکور آنکھوں والی ہیروئن نہیں دیکھی ہو گی۔"

کیٹی بولی: "نہیں دلیپ بھائی۔ میں یہ کام نہیں کر سکتی۔"

ماریا نے کہا۔ "ہمارے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے اور پھر ہم اپنی کسی صلاحیت کو کاروبار نہیں بنانا چاہتیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "اور پھر ہم بہت جلد یہاں سے چلی جائیں گی۔ کیونکہ ابھی ہمیں اپنے بھائیوں کو ڈھونڈنا ہے۔"

دلیپ کمار خاموش ہو گیا۔ پھر بولا۔

"یہاں ایک ایسی جگہ ہے جہاں وہ لوگ جن کے بھائی بہن یا بچے گم ہو جاتے ہیں دعا کرتے ہیں اور

اپنی مراد پا لیتے ہیں۔ تم بھی وہاں جا کر دعا کرو۔ ہو سکتا ہے تمہارے بھائی بھی تمہیں مل جائیں۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "کون سی جگہ ہے وہ؟"

دلیپ کمار نے کہا۔ "یہاں سمندر کے درمیان ایک درگاہ شریف ہے۔ وہ بہت بڑے بزرگ کی درگاہ ہے۔"

ماریا نے کہا۔ "ہم کبھی ایسی جگہوں پہ گئے نہیں۔ لیکن اگر تم کہتے ہو تو ہم چلے جاتے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "وہ درگاہ شریف یہاں سے کتنی دور ہے؟"

دلیپ کمار بولا۔ "میرا ڈرائیور تمہیں وہاں چھوڑ آئے گا مگر میں ایک شرط پر تمہیں وہاں جانے دوں گا کہ تم دونوں کو دعا مانگنے کے بعد اسی جگہ واپس آنا ہو گا۔"

کیٹی نے کہا۔ "وعدہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہاں جا کر حالات بدل جائیں۔ لیکن بہرحال اگر حالات نہ بدلے اور ایسے ہی رہے تو ہم دونوں تمہارے بنگلے پر واپس آ جائیں گی۔"

ماریا نے کہا۔ "کیا وہ درگا شریف سمندر میں ہے؟"

دلیپ کمار نے کہا۔ "ہاں۔ رات کو سمندر کا پانی درگاہ شریف تک جانے کا راستہ بند کر دیتا ہے۔ اس لئے زیادہ تر لوگ شام ہونے سے پہلے پہلے وہاں سے واپس آ جاتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیٹی نے کہا۔ "ہم شام ہونے تک واپس آ جائیں گے۔"

ماریا بولی: "میرا خیال ہے۔ ہمیں ابھی چلنا چاہیئے۔"

دلیپ نے کہا: "میں گاڑی باہر نکلوا دیتا ہوں۔"

اس نے گاڑی باہر نکلوادی اور اس میں ماریا اور کیٹی سوار ہو کر درگاہ شریف کی طرف روانہ ہو گئیں۔

عنبر صلیب پر لٹک گیا

پیارے دوستو!

ہم کیٹی اور ماریا کو ۱۹۸۲ء کے بمبئی شہر کی درگاہ شریف کی طرف جاتے ہمیں چھوڑتے ہیں اور ذرا عنبر ناگ کی خبر لیتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ ناگ تو گھوڑے پر سوار اپنے ساتھیوں کی تلاش میں بابل کے علاقے سے نکل کر دمشق کے علاقے میں نکل گیا ہے اور عنبر — جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں حضرت عیسیٰ کے زمین سے اٹھا لئے جانے کے پچاس برس بعد کے یروشلم کے قریب دریائے اُردن کے کنارے والے ایک چھوٹے سے گاؤں میں دانیال نام کے ایک مزدور کے گھر رہ رہا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ روم کا بادشاہ عیسائیوں کا جانی دشمن بنا ہوا ہے۔ ابھی عیسائی مذہب دنیا میں نہیں پھیلا۔ بس تھوڑے سے عیسائی ہیں، جو بے چارے چھپ کر زندگی بسر کرتے اور عبادت کرتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس گاؤں میں عنبر اپنے ساتھی عیسائی مزدور دانیال کے ساتھ رہ رہا ہے اس گاؤں میں بھی بڑی مشکل سے دس گیارہ عیسائی ہیں جو لوگوں سے چھپ کر عبادت کرتے ہیں۔ گاؤں میں زیادہ لوگ یہودی اور بُت پرست ہیں۔ عیسائیوں نے اپنا مذہب ان سے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ وہاں کوئی عیسائی رہتا ہے تو یروشلم کے گورنر اڈیپس کے حکم سے اسے صلیب پر لٹکا دیا جاتا ہے۔

عیسائی دانیال دن کو انگور کے کھیتوں میں کام کرتا تھا۔ اس نے عنبر کو بھی وہاں کام پر لگا دیا۔ عنبر کو وہاں رہتے دس بارہ دن ہو گئے تھے۔ ایک روز دانیال نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! مجھے ایسا لگتا ہے کہ یروشلم کے گورنر کو کسی نے خفیہ اطلاع دے دی ہے کہ اس گاؤں میں کچھ عیسائی رہتے ہیں۔ اس لئے میرا تو ارادہ ہے کہ ہم دس بارہ عیسائی یہاں سے کوچ کر کے کسی اور ملک میں نکل جائیں۔

عنبر نے کہا۔ "گھبراؤ نہیں دانیال! ہم اسی گاؤں میں رہیں گے۔ خدا ہماری حفاظت کرے گا۔"

دانیال نے کہا۔ "عنبر بھائی! تم، میں، ہم سب کمزور انسان ہیں۔ ہم گورنر کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

عنبر بولا۔ "ہم کمزور ہو سکتے ہیں مگر ہمارا خدا بڑا طاقت والا ہے۔"

دانیال کہنے لگا۔ "لیکن عنبر! گورنر کے سپاہی کسی وقت بھی اس گاؤں میں پہنچ کر ہمارے گھروں کو آگ لگا دیں گے۔ اور ہمیں صلیب پر لٹکانے کے لئے پکڑ کر لے جائیں گے۔"

عنبر نے کہا۔ "تم فکر نہ کرو۔ انہیں آنے دو۔"

دانیال خاموشی سے واپس چلا گیا۔ مگر دل میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس گاؤں میں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر نکل جائے گا۔ اسی شام گورنر اڈیپس کے سپاہیوں نے گاؤں پر چھاپہ مار دیا۔ انہوں نے سارے گاؤں والوں کو باہر نکال لیا اور پوچھا کہ تم میں عیسائی کون ہے؟

عنبر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"اس گاؤں میں صرف میں ہی ایک عیسائی ہوں۔ مجھے گرفتار کر لو۔ باقی کوئی عیسائی نہیں ہے۔"

سپاہیوں نے عنبر کو گرفتار کر لیا۔ کپتان نے باقی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاؤں والوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یاد رکھو! اگر آئندہ تم لوگوں نے کسی عیسائی کو پناہ دی تو گورنر کے حکم سے تمہارے گاؤں کو آگ لگا دی جائے گی۔

دانیال اور دوسرے عیسائی آنسو بھری آنکھوں سے عنبر کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس کا انجام بڑا بھیانک ہو گا اور اسے رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے پہلے صلیب پر لٹکا دیا جائے گا۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اسے ظالم رومنوں سے بچا نہیں سکتے تھے۔ عنبر نے ان کے لئے اپنی جان قربان کر کے بہت بڑی قربانی دی تھی۔ سپاہی عنبر کو پکڑ کر لے گئے۔ لوگ خاموشی سے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ جو عیسائی تھے وہ اداس تھے۔ ان کے دل عنبر کی یاد میں آنسو بہا رہے تھے۔ جو یہودی اور بت پرست تھے وہ بڑے خوش تھے کہ ان کے گاؤں میں جو ایک عیسائی آ گیا تھا، اسے پھانسی ملنے والی ہے۔

عنبر کو یروشلم شہر کے باہر زیتون کے ایک باغ

میں بنے ہوئے ایک ٹیلے پر لے جایا گیا۔ دس سپاہی تلوار لئے گھوڑوں پر سوار اس کے ساتھ چل رہے تھے۔ بت پرست لوگ عنبر پر پتھر پھینک رہے تھے۔ عیسائی اندر ہی اندر غم زدہ تھے اور چھپ کر آنسو بہا رہے تھے۔ ٹیلے کے اوپر درختوں کے درمیان لکڑی کی ایک صلیب زمین پر پڑی تھی۔

عنبر نے سوچا کہ اگر اس نے اپنے جسم کو اصلی حالت میں رکھا تو کیل اس کے پتھر ایسے جسم کے اندر نہیں ٹھک سکیں گے اور سپاہیوں میں شور سا مچ جائے گا اور اس کی خفیہ طاقت کی بات کھل جائے گی۔ وہ ابھی ایسا نہیں چاہتا تھا کہ وہاں کسی کو اس کی خفیہ طاقت کا پتہ چلے۔ وہ گمنام رہ کر اپنی خفیہ طاقت ... طرح نہیں نکلا ... عیسائیوں کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ا

اب اس کے جسم میں کیل ... باڑیوں کے ارد گرد پھیلا ہوا

بھی نکل سکتا تھا۔ مگر ... اس نے دانیال کو اپنے قریب

کسی قسم کی کمزوری یا

سپاہیوں نے عنہ ... یہ کوئی معجزہ ہو گیا ہے۔ میں نہیں

ہاتھوں، گھٹنوں ... ہے۔ میں ٹھونکنے سے مجھے کوئی درد نہیں

کی صلیب سے ... جان بھی نہیں نکلی۔ دیکھ لو میرے زخم بھی

اگرچہ خون ضرور نکلنے لگا تھا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ نیا خون بھی بنتا جا رہا تھا۔ کیونکہ عنبر کو ابھی مرنا نہیں تھا۔

سپاہیوں نے عنبر کو صلیب پر لٹکا کر صلیب کو اٹھا کر زمین میں گاڑ دیا۔ کچھ لوگ پرے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ان میں جو چند ایک چھپے ہوئے عیسائی تھے وہ غم سے آہیں بھر رہے تھے۔ کیونکہ ان کی آنکھوں کے سامنے ایک عیسائی بھائی کو صلیب پر لٹکایا جا رہا تھا اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ سوائے ایک سپاہی کے سوا باقی سب سپاہی واپس چلے گئے۔ یہ سپاہی نیزہ ہاتھ میں لئے وہاں پہرہ دینے لگا۔

عنبر صلیب پہ لٹکا ہوا تھا اور غور کر رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ ظاہر ہے وہ نیچے اترنا چاہتا [illegible] گئے۔ لوگ خاموجاہتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ صلیب پر چلے گئے۔ جو عیسائی تھے یہی شک کریں گے کہ گاؤں عنبر کی یاد میں آنسو بہائے ہیں اور سپاہی گاؤں کو بت پرست تھے وہ بڑے ساری رات صلیب پہ لٹکا میں جو ایک عیسائی آ گیا تھا عنبر کی "لاش" کو صلیب والی ہے۔ ا۔ عنبر نے آنکھیں

عنبر کو یروشلم شہر کے باہر زیتون بن گیا تھا۔

سپاہی چلے گئے تو اچانک دانیال جھاڑیوں میں سے نکل کر عنبر کی "لاش" کے پاس آیا اور آنسو بھری آواز [illegible] بولا۔

"[illegible] میرے دوست! تم نے اپنے [illegible] بھائیوں کے لئے جو قربانی دی ہے [illegible] ہم کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ ہم تمہاری لاش کو دریائے [illegible]دن کے مقدس پانی میں [illegible] کریں گے [illegible] اس میں ہماری جان ہی [illegible] بچ جائے۔"

[illegible]نیال نے عنبر کی "لاش" کو بازو سے پکڑا کہ اسے اٹھا کر اپنے [illegible] پر ڈالے کہ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"دانیال [illegible] زندہ ہوں۔"

دانیال [illegible] کر پیچھے ہٹ گیا۔ ابھی دن کا اجالا زیادہ نہیں پھیلا [illegible] اور سورج پوری طرح نہیں نکلا تھا جس کی وجہ سے مدھم سا اندھیرا جھاڑیوں کے ارد گرد پھیلا ہوا تھا۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دانیال کو اپنے قریب بلا کر کہا۔

"دانیال! سنو! یہ کوئی معجزہ ہو گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا ہو [illegible] ہے۔ میں ٹھونکنے سے مجھے کوئی درد نہیں ہوا اور میری جان بھی نہیں نکلی۔ دیکھ لو میرے زخم بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اچھے ہو گئے ہیں۔ اور میں زندہ ہوں۔"

دانیال پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو تک رہا تھا۔ پھر اس نے عنبر کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا۔

"عنبر! تم خدا کے نیک بندے ہو۔ میں تمہیں سجدہ کرتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔ "دانیال! سجدہ صرف خدا کے آگے کیا جاتا ہے۔ میں تو محض ایک گناہ گار انسان ہوں۔ بس خدا نے مجھ پر مہربانی کی ہے اور میرے کسی نیک عمل کی وجہ سے مجھے مرنے نہیں دیا۔ اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں ہے۔ نہ میں کوئی جادوگر ہوں اور نہ خدا کا خاص بندہ ہوں۔"

دانیال نے عنبر کا ماتھا چوم لیا اور کہا۔

"چلو۔ گھر چلتے ہیں۔"

عنبر نے کہا۔ "نہیں میرا گاؤں میں واپس جانا تم لوگوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

"پھر تم کہاں جاؤ گے؟" دانیال نے پوچھا۔

عنبر بولا۔ "کہیں نہ کہیں چلا جاؤں گا۔"

دانیال نے کہا۔ "نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم ہمیں چھوڑ کر کہیں جاؤ۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہو گے

لیکن کسی دوسری جگہ پر۔"

پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا۔

"یہاں سے تھوڑی دور دریا کنارے ایک پرانی کھنڈر عمارت ہے۔ ہم تمہیں وہاں چھپا دیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"اگر تم مجھے اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے ہو تو پھر ٹھیک ہے۔ میں بھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے اس ملک میں بہت جلد عیسائی حکومت قائم ہو جائے۔"

دانیال بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"تم دن بھر اس گڑھے میں پڑے رہو۔ میں رات کو آ کر تمہیں لے جاؤں گا۔ کیونکہ اگر تم دن کے وقت غائب ہو گئے تو یہاں کے بت پرست لوگوں کو شک ہو جائے گا کہ عیسائی تمہیں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ رات گزرنے پر یہی شبہ ہو گا کہ کوئی جنگلی درندہ لاش کو اٹھا کر لے گیا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"بہتر ہے۔ میں اسی جگہ رہوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دانیال خاموشی سے جھاڑیوں میں سے گزر کر نکل گیا اور عنبر دوبارہ گڑھے میں اس طرح لیٹ گیا جیسے لاش پڑی ہوئی ہو۔

جب رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا تو عنبر گڑھے میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور دانیال کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جھاڑیوں میں سے کسی کے گذرنے کی آواز آئی اور پھر دانیال آگیا۔

"عنبر! میرے ساتھ چلو۔ میں گھوڑا بھی ساتھ لایا ہوں۔ ہم دریا کنارے والے کھنڈر میں جائیں گے۔

عنبر گڑھے سے باہر نکل آیا۔ دانیال عنبر کے لیے کپڑے بھی لایا تھا۔ جنہیں عنبر نے اسی وقت پہن لیا۔ وہ دانیال کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا اور دونوں رات کے اندھیرے میں دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ دریا وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر تھا۔ دریا خاموشی سے بہہ رہا تھا اور آسمان پر ستارے جھلملا رہے تھے۔ جن کا عکس دریا میں بھی پڑ رہا تھا۔ وہ دریا کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

دانیال نے کہا۔" میں نے گاؤں میں اپنے تمام

عیسائی بھائیوں کو تمہارے معجزے کے بارے میں بتا دیا ہے۔"

عنبر کہنے لگا۔" دانیال! یہ معجزہ نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی مہربانی ہے جو مجھ پر ہوئی ہے۔"

دانیال بولا۔" میں نے اپنے عیسائی بھائیوں کو یہی بتایا ہے عنبر! تم فکر نہ کرو۔ وہ سب تمہاری زندگی واپس مل جانے پر بہت خوش ہیں۔ ہو سکتا ہے باری باری وہ تمہیں کھنڈر میں ملنے آیا کریں۔

عنبر نے کہا۔" نہیں نہیں دانیال! کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ یہ بات ان کے حق میں بڑی خطرناک ہو گی۔"

وہ گھوڑوں پر سوار دریا کنارے چلتے گئے۔ ایک جگہ اندھیرے میں عنبر نے کسی ایک منزلہ عمارت کے کھنڈر کا سایہ سا دیکھا۔ دانیال نے اس طرف اشارہ کر کے کہا۔

"وہ ہے کھنڈر۔ یہ بہت پرانا کھنڈر ہے۔ یہاں کبھی کوئی نہیں آیا۔ تمہیں کچھ دیر یہاں رہنا ہوگا۔ پھر حالات کو دیکھ کر سوچیں گے کہ ہمیں عیسائی مذہب کو عام کرنے کے لیے کیا کچھ کرنا چاہیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔" بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ میں یہاں پر ہوں۔"

دانیال بولا۔" سوائے ہمارے عیسائی بھائیوں کے اور کسی کو خبر نہیں ہے۔"

عنبر نے کہا۔" تم نے انہیں بتا کر غلطی کی ہے۔ لیکن خیر — کوئی بات نہیں۔ اب گاؤں سے باہر یروشلم میں جو چند عیسائی رہتے ہیں انہیں نہ بتانا۔"

"بہتر ہے۔ نہیں بتاؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔"

انہوں نے کھنڈر کے باہر گھوڑے روک دیئے۔ اس کھنڈر کے اندر جانے والا راستہ بالکل ایک غار کی طرح تھا۔ آگے کھلی جگہ تھی۔ یہاں دانیال نے بستر لگا دیا جو وہ ساتھ لایا تھا۔ خشک پھل اور پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ رکھا۔ اگرچہ عنبر کو ان چیزوں کی حاجت نہیں تھی لیکن وہ دانیال کو اپنی خفیہ طاقت کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔

دانیال نے کہا۔" میں ہر روز رات کے اندھیرے میں تمہارے لئے کھانا اور پانی لے کر آجایا کروں گا۔"

عنبر نے کہا۔" اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔"

دانیال بولا۔" تو کیا تم بھوکے پیاسے رہو گے۔"

عنبر بولا۔" اچھا ہے آیا کرنا۔ اس طرح تم سے ملاقات بھی ہو جایا کرے گی۔"

دانیال کچھ دیر عنبر کے پاس بیٹھا اور پھر واپس چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد عنبر ہنس دیا۔ سوچنے لگا کہ اسے یہ ڈرامہ کرنے کی بھلا کیا ضرورت تھی؟ وہ تو ناگ ماریا کی تلاش میں ہے۔ اسے یہاں سے آگے نکل جانا چاہئے پھر اسے خیال آیا کہ اس کی وجہ سے گاؤں کے چند ایک عیسائیوں کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں۔ اس وقت ان کے حوصلے بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ رومن گورنر اور بادشاہ کی طرف سے ان پر بے پناہ ظلم توڑے گئے ہیں۔ چنانچہ عنبر نے سوچا کہ اسے کچھ دیر ان گاؤں والے عیسائی بھائیوں کے ساتھ رہنا ہو گا۔

دوسرے روز عنبر کھنڈر کے اندر بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ باہر نکلا۔ دریا کنارے ٹہلا۔ ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچتا رہا کہ وہ کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے اور پھر کھنڈر میں جا کر لیٹ گیا۔ وہ زیادہ دیر اس کھنڈر میں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں وہاں کے عیسائیوں کو مذہبی طور پر آزاد کرانے کے لئے ایک پروگرام تھا اور وہ بہت جلد اس پروگرام پر عمل کرنا چاہتا تھا کہ ایک عجیب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حادثہ ہو گیا۔

رات کو دانیال آیا تو وہ گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ عنبر کی لاش لے جانے کے شک میں گورنر کے سپاہیوں نے ہمارے ایک عیسائی بھائی شمعون کی والدہ اور بہن کو گرفتار کر لیا ہے۔

"شمعون کہاں ہے؟" عنبر نے پوچھا۔

دانیال نے کہا۔ "وہ شہر گیا ہوا ہے۔ اسے کوئی خبر نہیں۔ وہ کل صبح گاؤں پہنچ جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ گاؤں نہ آئے کیونکہ سپاہی اسے بھی پکڑ کر لے جائیں گے اور مار ڈالیں گے۔"

عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ اسے بڑا دکھ ہوا کہ محض اس کی وجہ سے ایک پورا خاندان موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ اس نے دانیال سے پوچھا۔

"سپاہیوں نے شمعون کی ماں اور بہن کو کہاں لے جا کر رکھا ہے؟"

دانیال بولا۔ "یروشلم کے قید خانے میں رکھا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ وہ کل رات کو انہیں بھی صلیب پر لٹکا دیں گے۔"

عنبر پریشان ہو گیا۔ "ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

"لیکن کیا کر سکتے ہیں ہم لوگ؟ ہم تو بے بس ہیں۔ مجبور ہیں۔ دشمن سپاہی ان ماں بیٹی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

عنبر نے دانیال سے پوچھا۔

"کیا تم مجھے قید خانے کا بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں پر ہے؟ [redacted]

دانیال بولا۔

"کیا تم وہاں جاؤ گے؟ خدا کے لئے ایسا نہ کرنا اس میں تمہاری جان کا بھی خطرہ ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "دانیال! تم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا میری حفاظت کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس دفعہ بھی کوئی معجزہ ہو جائے۔ خدا میری حفاظت کرے۔ اس لئے میں ان بے گناہ ماں بیٹی کو ضرور بچاؤں گا۔ وہ محض میری وجہ سے موت کے منہ میں جا رہی ہیں۔"

دانیال بولا۔ "تم سوچ لو عنبر! مجھے تو تمہارا جانا ٹھیک نہیں لگتا۔"

عنبر نے کہا۔ "دانیال! تم مجھے قید خانے کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہے اور اس کی طرف کونسا رستہ جاتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دانیال چپ ہو گیا۔ پھر اس نے عنبر کو یروشلم کے قید خانے کے بارے میں بتایا کہ وہ شاہی محل کے پیچھے ایک پرانے باغ کے کونے والی پہاڑی پر بنایا گیا ہے۔ جس کی دیواریں قلعے کی طرح ہیں اور جس کے باہر ہر وقت فوج کا پہرہ رہتا ہے۔

عنبر نے کہا۔

"میں آج ہی رات وہاں جاؤں گا اور صبح ہونے سے پہلے پہلے شمعون کی ماں اور بہن کو وہاں سے نکال لانے کی کوشش کروں گا۔ کیونکہ یہی ایک طریقہ باقی رہ گیا ہے۔ اگر میں دوبارہ لاش بن کر گڑھے میں پڑ بھی گیا تو سپاہی شمعون کی ماں اور بہن کو نہیں چھوڑیں گے۔"

اس نے دانیال کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دانیال! تم اپنے گھوڑے پر بٹھا کر مجھے یروشلم کے پرانے باغ کے پاس پہنچا دو۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا۔"

دانیال بولا۔ "عنبر! ایک بار پھر سوچ لو۔ اس میں مجھے سخت خطرہ لگتا ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "خطرہ ضرور ہے مگر اس کے سوا کوئی

چارہ بھی نہیں ہے۔ مجھے ان بے گناہوں کی مدد کے لئے جانا ہی ہو گا۔ چلو میرے ساتھ۔"

دونوں کھنڈر سے باہر نکل آئے۔ آسمان چمکیلے تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ رات کی پرسکون تاریکی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر دانیال کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھا اور گھوڑا یروشلم کے پرانے باغ والی پہاڑی کی طرف دوڑنے لگا۔

دانیال نے پرانے باغ کے عقب میں کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے گھوڑا روک لیا اور کہا۔

"وہ سامنے والی پہاڑی پر جو قلعے کی دیوار نظر آ رہی ہے، وہی قید خانہ ہے اور وہاں شمعون کی ماں اور بہن قید ہے۔"

عنبر نے کہا۔ "اگر تم یہ گھوڑا مجھے دے سکتے ہو تو دے دو اور خود یہاں سے فوراً واپس چلے جاؤ۔"

دانیال نے گھوڑا عنبر کے حوالے کیا۔ اس کے ماتھے کو عقیدت کے ساتھ چوما اور اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ اس کے جاتے ہی عنبر نے پہلا کام یہ کیا کہ گھوڑے کو کھجور کے جھنڈوں کے درمیان میں لے جا کر ایک درخت کے ساتھ باندھا اور اس کے آگے گھاس ڈال دیا۔ پھر وہ پرانے باغ سے نکل کر جھاڑیوں کے پیچھے سے ہوتا ہوا پہاڑی پر چڑھنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ قید خانے کی دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا ۔ یہ پچھلی دیوار تھی اور قید خانے کا دروازہ دوسری طرف تھا ۔ جدھر رومن سپاہی پہرہ دے رہے تھے ۔ ایک سپاہی ترنگ میں آ کر گانا گا رہا تھا ۔ جس کی ہلکی ہلکی آواز عنبر کو برابر آ رہی تھی ۔

عنبر نے دیوار کو دیکھا ۔ وہ بڑی اونچی دیوار تھی ۔ عنبر سوچنے لگا کہ اس دیوار پر کیسے چڑھا جائے ۔ وقت گزرتا جا رہا تھا ۔ اسے صبح ہونے سے پہلے پہلے شمعون کی ماں اور بہن کو اس قید خانے سے نکال کر لے جانا تھا ۔ آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی ۔ عنبر کو اپنی بے پناہ طاقت کا علم تھا اور اس نے اپنی اسی طاقت سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔

اس نے چند قدم چل کر قید خانے کی پتھریلی دیوار کو ٹٹول کر غور سے دیکھا ۔ یہ پتھروں کے بڑے بڑے بلاکوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی ۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک جگہ سے پتھروں میں سوراخ سا پڑ گیا تھا ۔ یہ سوراخ اتنا تھا کہ عنبر کا ایک ہاتھ اس کے اندر جا سکتا تھا ۔ عنبر یہی چاہتا تھا ۔ اس نے سوراخ میں ایک ہاتھ ڈال کر پتھر کو مضبوطی سے پکڑ کر اپنی پوری طاقت کے ساتھ باہر کو جھٹکا دیا ۔

عنبر کا اپنی ساری طاقت خرچ کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی ۔ چنانچہ جھٹکے کے ساتھ ہی پورے کا پورا پتھر کا بلاک دیوار میں سے اکھڑ کر باہر گر پڑا ۔ عنبر نے سر ڈال کر دیکھا کہ وہاں کوئی آدمی تو نہیں ؟ اندر اندھیرا تھا اور نمدار بو سی آ رہی تھی ۔ عنبر نے دوسرا پتھر بھی اکھاڑ دیا ۔ وہاں اتنی جگہ بن گئی کہ عنبر آسانی سے جھک کر اندر جا سکتا تھا ۔ وہ اندر چلا گیا ۔

اس نے اندھیرے میں گھور کر دیکھا ۔ وہ ایک کوٹھڑی میں آ گیا تھا جس کی دیواروں کے ساتھ آٹے اور چاول کی بوریاں ، زیتون کے تیل کے کپّے اور دوسرا سامان بھرا ہوا تھا ۔ یہ سٹور روم تھا ۔ عنبر آگے بڑھا ۔ کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا ۔ اس نے ذرا زور لگایا ۔ دروازہ کھل گیا ۔ وہ باہر نکلنے ہی والا تھا کہ اسے ایک آدمی کے قدموں کی چاپ سنائی دی ۔

وہ جلدی سے دروازہ بند کر کے پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا ۔

یہ ایک سپاہی تھا جو رات کو جلنے والوں مشالوں کے لئے زیتون کا تیل لینے آیا تھا ۔ وہ اسی کوٹھڑی میں داخل ہو گیا ۔ جونہی وہ اندر داخل ہوا اسے سامنے دیوار میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوراخ دکھائی دیا۔ وہ شور مچانے ہی لگا تھا کہ عنبر نے اسے پیچھے سے دبوچ لیا۔ اور اس کی گردن کو اس طریقے سے دبایا کہ وہ آواز نکالے بغیر اگلی دنیا کے سفر پر روانہ ہو گیا۔

عنبر کو یہ اچھا موقع مل گیا تھا۔ اس نے فوراً سپاہی کی وردی اتار کر خود پہن لی۔ خنجر والی چمڑے کی پیٹی اپنی کمر سے باندھی۔ نیزہ ہاتھ میں لیا۔ سپاہی کی لاش کو دیوار کے سوراخ میں سے باہر پھینکا اور دروازہ کھول کر راہ داری میں آ گیا۔ یہاں بھی اندھیرا تھا مگر عنبر کو اندھیرے میں بھی سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا اور یوں بے تکلفی سے بھی چل رہا تھا جیسے قیدخانے کا ایک عام سپاہی ہو جس کی ڈیوٹی رات کو پہرے پر لگی ہوئی تھی۔

راہ داری کے آخر میں ایک محرابی راستہ نیچے جا رہا تھا۔ عنبر چوڑی سیڑھیاں اُترنے لگا۔ اس کے قدموں کی آواز سن کر نیچے ایک سپاہی نے آواز دی۔

"کون ہے؟"

اس کے جواب میں عنبر کو اس رات کا خفیہ کوڈ لفظ بولنا چاہیے تھا۔ مگر عنبر کو خفیہ کوڈ لفظ معلوم نہیں تھا

اس نے کہا۔

"میں ہوں پہرے دار ۔۔۔"

اتنا سننا تھا کہ نیچے سے سپاہی نے ایک تیر چلایا۔ جو عنبر کے پیٹ پر آ کر بجنے لگا۔ تیر دوہرا ہو کر نیچے گر پڑا۔ اندھیرے میں عنبر نے ایک لمبے تڑنگے دشمن سپاہی کو دیکھا جو دوسرا تیر جوڑ کر اس کے سر کا نشانہ بنا رہا تھا۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس سپاہی نے شور مچانے کی بجائے تیر چلانے شروع کر دیئے تھے۔ دوسرا تیر عنبر کی گردن پر لگا اور دوہرا ہو کر سیڑھیوں پر گر پڑا۔

اب عنبر اسے زیادہ وقت نہیں دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس وقت اس سپاہی کا زیادہ دیر زندہ رہنا بے حد خطرناک ہو سکتا تھا۔ عنبر نے سیڑھیاں اترتے ہوئے ایکدم اچھل کر اس سپاہی پر چھلانگ لگا دی۔ عنبر سپاہی کے سینہ اوپر آ کر گرا۔ سپاہی اس کے ساتھ ہی نیچے گر پڑا۔ اس نے نیچے سے خنجر نکال کر عنبر کے پیٹ میں مارا۔ خنجر اس کے ہاتھ میں ہی ٹوٹ گیا۔ لیکن عنبر نے اسے اس کے بعد حملہ کرنے کی مہلت نہ دی۔ سپاہی مر چکا تھا۔ عنبر نے اس کی لاش گھسیٹ کر سیڑھیوں کے پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندھیرے میں دیوار کے ساتھ ڈال دی اور بھاگ کر آگے نکل گیا۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ یہ دروازہ چھوٹا تھا۔ عنبر نے دروازے کے تالے کو توڑ ڈالا۔

جھک کر اندر داخل ہوا، تو دو عورتیں اسے لوہے کی زنجیروں سے بندھی ہوئی زمین پر لیٹی دکھائی دیں۔ اس نے جاتے ہی کہا۔

"کیا تم شمعون کی ماں اور بہن ہو؟"

دونوں اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے اپنے سامنے ایک سپاہی کو دیکھا تو شمعون کی ماں نے کہا۔

ہاں۔ کیا ہمارا آخری وقت آ گیا ہے؟"

وہ یہ سمجھی کہ سپاہی اسے اور اس کی بیٹی کو صلیب پر لٹکانے کے لئے لے جانے آیا ہے۔

عنبر نے کہا۔ "جلدی سے میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔ میں بھی عیسائی ہوں۔ فکر نہ کرو۔"

"مگر تم رومن سپاہی کی وردی میں ہو۔" شمعون کی ماں نے کہا۔

عنبر نے کہا۔ "وقت ضائع نہ کرو۔ جلدی سے اٹھو۔"

شمعون کی بہن بولی۔ "ہم زنجیروں سے بندھی ہیں۔"

عنبر نے جلدی جلدی ان کی زنجیریں توڑ ڈالیں اور انہیں ساتھ لے کر پتھریلی سیڑھیاں چڑھ کر راہ داری میں آ گیا۔ راہ داری میں کوئی نہیں تھا۔ عنبر نے دونوں ماں بیٹی کو ساتھ لیا اور اندھیرے میں سے گزرتا سٹور روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔ اور کہا۔

"اس سوراخ میں سے باہر نکل چلو۔ جلدی کرو۔"

شمعون کی ماں اور بیٹی کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ اچانک کیسے ہو گیا اور ہو رہا ہے؟ لیکن انہیں موت کی کوٹھڑی سے فرار ہونے کی بے حد خوشی تھی۔ اور ان کے اندر زندگی کی نئی طاقت آ گئی تھی۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقت کا راز ___ لمبے بال

ماں بیٹی دیوار کے سوراخ میں سے باہر نکل آئیں ۔
عنبر انہیں رات کے دم توڑتے اندھیرے میں کھجور کے درختوں کے جھنڈ کی طرف لے آیا ۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تھا کہ خود عنبر کو حیرانی ہو رہی تھی ۔ اس نے دونوں ماں بیٹی کو گھوڑے پر بٹھا کر کہا ۔

"شمال مغرب میں یہاں سے تھوڑی دور دریا کے کنارے ایک پرانا کھنڈر ہے ۔ کیا تم میں سے کسی نے وہ کھنڈر دیکھا ہے ؟"

شمعون کی بہن نے کہا ۔ "ہاں میں نے اس کھنڈر کو دیکھا ہے ۔ میں وہاں کھیلتی رہی ہوں ۔"

"تم اس کھنڈر میں جا کر چھپ جاؤ اور گھوڑے کو دریا کی طرف بھگا دینا ۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں ۔"

یہ کہہ کر عنبر نے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ مارا ۔ وہ دونوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں بھاگ اٹھا ۔ عنبر

کھجوروں کے جھنڈ میں سے نکل کر واپس اسی جگہ دیوار کے پاس آ گیا ۔ یہاں اس سپاہی کی لاش ویسے ہی لڑھکی پڑی تھی جس کی وردی عنبر نے پہن لی تھی ۔ عنبر نے جلدی جلدی سپاہی کی وردی اتار کر پرے پھینکی اور سپاہی کی لاش پر سے اپنے کپڑے اتار کر پہن لیے ۔

جب وہ واپس کھجور کے جھنڈ کے پاس آیا تو کسی نے پیچھے سے آواز دی ۔

"ٹھہرو ۔"

عنبر وہیں رک گیا ۔ ایک رومن سپاہی نیزہ ہاتھ میں لیے اس کی طرف بڑھا ۔

"کون ہو تم ؟"

عنبر نے کہا ۔ "تم کیا چاہتے ہو ؟"

ایسا سوال کسی رومن سپاہی سے کبھی کسی اجنبی نے نہیں کیا تھا ۔ اس علاقے میں رومن سپاہیوں کا ایسا رعب اور دبدبہ تھا کہ لوگ ان کی شکل دیکھ کر سہم جاتے تھے ۔ عنبر نے شمعون کی ماں اور بہن کو قید سے آزاد کرا لیا تھا ۔ اب اسے کوئی خطرہ نہیں تھا ۔ سپاہی نے نیزہ اٹھا کر زور سے عنبر پر پھینکا ۔ عنبر نے نیزہ پکڑ کر اسے گھمایا اور واپس پوری طاقت سے سپاہی پر پھینکا ۔ سپاہی نیزے میں پرویا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا۔ نیزے کی طاقت اور تیزی اتنی زیادہ تھی کہ وہ سپاہی کو لے کر ایک راکٹ کی طرح اڑتا ہوا سو قدموں کے فاصلے پر ایک درخت میں جا کر کھُب گیا اور سپاہی اس کے ساتھ لٹکنے لگا۔ عنبر نے اس کے قریب جا کر کہا۔

"اب کبھی مجھ سے نہ پوچھنا کہ کون ہو تم؟"

عنبر کو واپس کھنڈر میں جانے کی بھی جلدی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں دونوں عورتوں کو راستے میں ہی کسی گشتی دستے کے سپاہیوں نے نہ پکڑ لیا ہو۔ جس سپاہی کو عنبر نے درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اس کا گھوڑا تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہنہنایا۔ عنبر اس پر سوار ہو گیا اور اسے لے کر کھنڈر کی طرف دوڑ پڑا۔

کھنڈر پر خاموشی چھائی ہوئی تھی عنبر گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس نے گھوڑے کو زور سے لات ماری اور وہ واپس روانہ ہو گیا۔ عنبر کھنڈر کے اندر آ گیا۔ دونوں ماں بیٹی وہاں کونے میں دبکی بیٹھی تھیں۔ عنبر نے انہیں تھیلے میں سے خشک میوے کھلائے اور مشکیزے میں سے پانی نکال کر پلایا۔ شمعون کی ماں نے کہا۔

"تم نے ہماری جان بچانے کے لئے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ ہم تمہارا یہ احسان کبھی نہ بھلا سکیں گی۔"

عنبر نے کہا۔ "اب تم لوگوں کا اس گاؤں میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔"

شمعون کی ماں نے کہا۔ "میرا بیٹا شمعون آج صبح آ رہا ہے۔ میں اسے اور اپنی بیٹی کو لے کر ملک شام کی طرف نکل جاؤں گی۔ کیا میرے بچے کو معلوم ہے کہ میں یہاں ہوں؟"

عنبر نے کہا۔ "میں نے دانیال کو رات کہا تھا کہ صبح شمعون آئے تو اسے چپکے سے ساتھ لے کر یہاں پر آ جائے۔"

شمعون کی بہن بولی۔ "عنبر بھائی! تم کو میں اپنے گاؤں میں دانیال کے ساتھ کھیتوں میں جاتے آتے دیکھا کرتی تھی۔ میرے گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ تم ہمارے عیسائی بھائی ہو اور تم اتنے بہادر بھی ہو کہ ہمیں ظالم دشمنوں کی قید سے چھڑا کر لے آئے۔"

عنبر نے کہا۔ "بہن! یہ سب خدا کی مہربانی سے ہوا ہے۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ عنبر کو باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے باہر آ گیا۔ دانیال کھنڈر کے پاس آ کر گھوڑے سے اترا۔

"کیا تم شمعون کی والدہ اور بیٹی کو لے آئے؟"

عنبر مسکرایا۔ "ہاں دانیال! وہ اندر بیٹھی ہیں۔ شمعون تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ اس کا کیا ہوا؟ کیا وہ گاؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں پہنچا؟"

دانیال نے کہا۔"وہ گاؤں میں آیا تھا۔ مگر رومن سپاہی اسے پکڑ کر لے گئے۔ اس کی ماں اور بہن کے فرار کا ہر طرف شور مچ گیا ہے۔ میں تمہیں یہ کہنے کے لئے آیا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے ان دونوں ماں بیٹی کو یہاں سے نکال کر لے چلو۔"

"اندر آ جاؤ۔" عنبر نے کہا۔

کھنڈر کے اندر جا کر دانیال نے شمعون کی والدہ اور بہن سے ملاقات کی اور انہیں بتا دیا کہ شمعون گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کے فرار کی خبر سب کو ہو گئی ہے اور رومن سپاہی ان کو پکڑنے کے لئے جگہ جگہ چھاپے مار رہے ہیں۔ ماں بیٹی دل کو تھام کر بیٹھ گئیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"میرا بیٹا شمعون! اب کیا ہو گا۔ وہ لوگ تو اسے قتل کر ڈالیں گے۔"

دانیال نے کہا۔"خدا پر بھروسہ رکھو اماں! تمہارا بیٹا ایک نیک اور پرہیزگار نوجوان ہے۔ خدا اس کی ضرور حفاظت کرے گا۔"

عنبر نے کہا۔"سوال یہ ہے کہ اب انہیں کہاں لے

جا کر چھپایا جائے۔ کیا یہاں کوئی اور محفوظ جگہ ہے؟"

دانیال بولا۔"میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں لے کر دریا پار کر جاؤ۔ ابھی پوری طرح دن کی روشنی نہیں ہوئی۔ دریا پار زیتون کی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی میں ایک غار ہے جس کے اندر سرخ پتھر لگا ہے۔ کہتے ہیں آج سے پانچ سو سال پہلے یہاں خدا رسیدہ بزرگ عبادت کیا کرتے تھے۔ تم وہاں چلے جاؤ۔ میں کسی وقت تم سے وہاں آ کر ملاقات کروں گا اور شمعون کے بارے میں بتاؤں گا۔ جلدی کرو۔ ممکن ہے رومن سپاہی اس کھنڈر پر بھی چھاپہ ماریں۔"

عنبر نے اسی وقت دونوں عورتوں کو گھوڑے پر بٹھایا اور خود ساتھ پیدل چلتا ہوا دریا کی طرف روانہ ہوا۔ دانیال واپس گاؤں کی طرف چلا گیا۔ دریا وہاں سے سو قدم کے فاصلے پر تھا۔ دریائے اردن زیادہ گہرا اور چوڑا دریا نہیں تھا۔ اس نے گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور خود تیرنے لگا۔ دریا پار کر کے وہ وہاں سے ایک کوس کے فاصلے پر واقع زیتون کی پہاڑی کے غار کے پاس آ گئے۔ یہ غار جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی اور عنبر نے کافی وقت کے بعد اسے تلاش کیا۔

وہ دونوں عورتوں کو لے کر غار میں داخل ہو گیا۔

دانیال اسے موم بتیاں اور کھانے پینے کا اور سامان تھیلے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھر کر دے گیا تھا۔ اس غار کی دیواریں سرخ پتھر کی تھیں اور جگہ جگہ چبوترے بنے ہوئے تھے۔ جس پر بیٹھ کر پرانے زمانے میں عبادت گزار لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ عنبر نے انہیں غار میں آگے جا کر ایک جگہ زمین صاف کر کے بٹھا دیا اور خود خالی مشکیزہ لے کر دریا پر پانی بھرنے چلا گیا۔

دوسری طرف دانیال گاؤں پہنچ گیا تھا۔ صبح ہوتے ہی رومن سپاہیوں نے کھنڈر پر بھی ہلہ بول دیا۔ مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ رومن سپاہی جگہ جگہ شمعون کی ماں اور بہن کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ مگر انہیں کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ عنبر زیتون کی پہاڑی کے غار میں شمعون کی ماں اور بہن کا پورا پورا خیال رکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر رومن سپاہی وہاں آ گئے تو غار میں کوئی بھی سپاہی زندہ داخل نہ ہو سکے گا۔ اور ساری فوج کو وہ غار کے باہر ہی ہلاک کر کے رکھ دے گا۔ مگر ادھر سپاہیوں نے رخ نہ کیا۔

OOO

شمعون قید خانے میں زنجیروں میں جکڑا ہوا پڑا تھا۔

وہ ایک خوبصورت اور اونچا لمبا نیکدل چہرے والا نوجوان تھا اور دیکھنے پر کوئی شہزادہ لگتا تھا۔ صبح اس کو صلیب پر لٹکائے جانے کا حکم جاری ہو چکا تھا۔ وہ قید خانے میں بیٹھا آنکھیں بند کیے خدا کی عبادت کر رہا تھا کہ اچانک قید خانے میں روشنی ہو گئی۔ شمعون نے آنکھیں کھولیں تو اس کے سامنے حضرت مریمؑ کی شبیہہ مبارک تھی۔ شمعون نے سر جھکا دیا۔ بی بی مریم نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔

"شمعون! خداوند نے تمہارے لمبے بالوں میں ایسی طاقت بھر دی ہے کہ تم سارے قلعے کو ہاتھوں سے ڈھا سکتے ہو اور ایک تلوار کی مدد سے ساری رومن فوج کو شکست دے سکتے ہو۔ مگر یاد رکھو، تمہاری طاقت کا راز تمہارے سر کے لمبے بالوں میں ہے۔ اگر تمہارے بال کاٹ دیئے گئے تو تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی۔"

اور شبیہہ غائب ہو گئی۔ شمعون بڑا حیران ہوا۔ اس نے اپنے سر کے لمبے لمبے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور سوچا کہ اپنی طاقت آزمانی چاہیئے۔ وہ اٹھا۔ اس کے سامنے فرش پر ایک بہت وزنی چکی پڑی تھی۔ یہ چکی پتھر کی تھی۔ شمعون نے اس چکی پر آہستہ سے ہاتھ مارا۔ پتھر والی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مضبوط چکی کے تین ٹکڑے ہو گئے۔ شمعون بڑا حیران ہوا۔ اس کے اندر واقعی بے پناہ طاقت آ گئی تھی۔ وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے زنجیر سے اپنے پاؤں کو زخمی کرنا چاہا تو زنجیر ٹوٹ گئی۔ شمعون نے خدا کا شکر ادا کیا اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

صبح ہوئی تو رومن سپاہی اسے صلیب پہ لٹکانے کے لئے آ گئے۔ انہوں نے جو اس کی زنجیر ٹوٹی ہوئی دیکھی تو اس پر ٹوٹ پڑے۔ شمعون نے وہی ٹوٹی ہوئی زنجیر اٹھائی اور سپاہیوں پر برسانی شروع کر دی۔ شمعون کے بازوؤں کی طاقت سے زنجیر میں بے پناہ قوت آ گئی تھی۔ وہ جس سپاہی کو لگتی اس کے جسم کے پرخچے اڑ جاتے۔ سپاہیوں نے شمعون پر تیر برسائے، نیزے مارے، تلواریں چلائیں مگر وہ سب ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔

شمعون نے قید خانے کے بہت بڑے لوہے کی سلاخوں والے دروازے کو زور سے لات ماری۔ دروازہ ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

شمعون قید خانے سے باہر نکل آیا۔ سپاہی وہاں سے بھاگ اٹھے۔ کتنے ہی سپاہی مارے جا چکے تھے۔ شمعون وہاں سے نکل کر قید خانے کے دروازے کے باہر آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"اے رومن قوم کے جرنیلو! میری بات غور سے سنو! آج سے اس شہر میں خدا کی بادشاہت ہو گی۔ عیسائی لوگ آزادی سے عبادت کریں گے اور یہاں ہم عیسائی ایک گرجا بنائیں گے۔ جس رومن سپاہی نے کسی ایک عیسائی کو بھی نقصان پہنچایا۔ اس کے سارے خاندان کو تباہ کر دیا جائے گا۔"

عیسائیوں نے جو شمعون کو یہ اعلان کرتے سنا تو اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ وہ زور زور سے نعرے لگانے لگے۔ عیسائی ہر طرف خوشیاں منانے لگے۔ گاؤں میں بھی دانیال نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ شمعون کی بہادری کے قصے گلی گلی گونجنے لگے کہ اس نے ایک معمولی زنجیر سے سینکڑوں رومن سپاہیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس میں اتنی طاقت خداوند نے دے دی ہے کہ وہ سارے قلعے کو دونوں ہاتھوں سے دھکا دے کر ڈھا سکتا ہے۔

شمعون فاتح کی حیثیت سے اپنے گاؤں میں داخل ہو گیا۔ رومن سپاہی سب بھاگ چکے تھے۔ اس نے دانیال کو اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا۔

"میری ماں اور بہن کہاں ہیں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دانیال نے اسے بتایا کہ عنبر نام کا ایک عیسائی نوجوان ان دونوں کو ساتھ لے کر کوہِ زیتون کے غار میں چھپا ہوا ہے اور وہی انہیں قید سے چھڑا کر لایا تھا تو شمعون نے کہا۔

"میں اس بہادر نوجوان کا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا جس نے میری ماں اور بہن کی زندگی بچائی۔ جاؤ انہیں غار سے واپس لے آؤ۔ آج کے بعد کسی عیسائی کو غاروں میں چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خداوند کی بادشاہت قائم کرنے کا وقت آ گیا ہے۔"

دانیال نے تین گھوڑے ساتھ لئے۔ ایک گھوڑے پہ وہ خود بیٹھا اور بڑی تیزی سے زیتون کی پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا۔

لوگ اپنے اپنے مکانوں سے صلیب کے مقدس نشان نکال کر باہر آ گئے۔ انہوں نے شمعون کو گھیرے میں لے لیا۔ شمعون انہیں لے کر دریا کے کنارے آ گیا اور وہاں بیٹھ کر وہ عیسائی طریقے کے مطابق خدا کی عبادت کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد دانیال عنبر اور شمعون کی والدہ اور بہن کو لے کر آ گیا۔ شمعون اپنی ماں سے لپٹ گیا۔ اس نے بہن کو پیار کیا۔ انہیں زندہ دیکھ کر شمعون کی آنکھوں

میں آنسو آ گئے۔ پھر اس نے عنبر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"پیارے بھائی! تم نے میری والدہ اور بہن کی زندگیاں اپنی جان خطرے میں ڈال کر بچائی ہیں۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہ بھول سکوں گا۔"

عنبر نے کہا۔ "یہ سب خدا کی مہربانی سے ہوا ہے دوست!"

گاؤں کے جو غیر عیسائی لوگ تھے وہ ڈرتے پھر رہے تھے۔ شمعون نے اعلان کر دیا۔

"تم لوگ ہمارے بھائی ہو اور ہم تمہارے ساتھ بھائیوں ایسا سلوک کریں گے۔"

ہر طرف خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔

یروشلم کے گورنر کے محل میں خاص اور ہنگامی اجلاس ہو رہا تھا۔ گورنر کے سارے جرنیل، وزیر، امیر، کاہن اور افسر وہاں موجود تھے۔ گورنر کو شمعون کی آسمانی طاقت کے بارے میں ایک ایک خبر مل چکی تھی۔ وہ پریشانی سے ٹہل رہا تھا۔ اس نے سب سے بڑے کاہن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تمہارا جادو یہاں کوئی کام نہیں کر سکتا؟"

کاہن نے اٹھ کر ہاتھ باندھ لئے اور کہا۔ "عظیم اڈیپس!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کوئی آسمانی طاقت ہے جو شمعون کے جسم میں داخل ہو گئی ہے۔ میں نے جتنے جادو کے نقش بنائے ہیں۔ وہ سب بیکار ہو گئے ہیں۔ میرا جادو یہاں ناکام ہو گیا ہے۔ میرا جادو آسمانی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

گورنر ایڈیپس نے گرج کر کہا۔ "تو پھر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ دور ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے۔"

وہ پریشانی کے عالم میں ہاتھ پیچھے باندھ کر ٹہلنے لگا۔

"شہنشاہِ روم کو جب اس کی خبر ملے گی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ وہ ہم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اف! اب کیا ہو گا۔"

گورنر نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"خدا کے لیے اس شمعون کو کسی طرح ختم کرو۔"

جرنیل نے کہا۔ "حضور! اس پر نہ کوئی تیر اثر کرتا ہے۔ نہ تلوار اور نہ کوئی نیزہ اثر کرتا ہے۔ ہم انسانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مگر آسمانی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

گورنر نے کہا۔ "تو پھر تم سب لوگ میرے ساتھ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ شہنشاہِ روم کا قہر ہم سب پر ایک ساتھ نازل ہو گا۔ تم سب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

سب لوگ اٹھ کر آہستہ آہستہ چلے گئے۔ جب گورنر

اکیلا رہ گیا تو بوڑھے وزیر نے کہا۔

"حضور! اس طرح ہم شمعون کی آسمانی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔"

گورنر نے جھلا کر کہا۔ "تو پھر [illegible] طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ [illegible] بتاؤ۔ میرا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے سوائے اپنی [illegible] کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

"حضور! دنیا [illegible] کوئی ایسا جادو نہیں ہے جس کا [illegible] نہ ہو۔ ایسی طاقت نہیں ہے جس کی کوئی [illegible] نہ ہو۔"

گورنر نے [illegible] طرف گھور کر دیکھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟ کھل کر بتاؤ۔"

وزیر بولا۔ "حضور! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر سانپ کے زہر کا [illegible] ہو سکتا ہے تو پھر شمعون کی طاقت کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ ضرور ہو گا۔ اس کی طاقت کا بھی کوئی نہ کوئی راز ضرور ہو گا۔"

گورنر نے کہا۔ "اس کی طاقت کا راز اس کی آسمانی طاقت ہے اور ہم آسمانی طاقت کا کیونکر مقابلہ کر سکتے ہیں؟"

وزیر مسکرایا۔ "حضور! ہم آسمانی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مگر یہ آسمانی طاقت ایک انسان کے جسم میں داخل ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئی ہے۔ اور انسان میں کئی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس آسمانی طاقت کی کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہو گی۔"

گورنر نے کہا۔ "یہ کمزوری کیا ہو سکتی ہے؟"

وزیر بولا۔ "شمعون کو آسمان کی طرف سے ایک زبردست طاقت مل گئی ہے۔ لیکن اس طاقت کا کوئی نہ کوئی راز ضرور ہو گا۔ آسمان کی طرف سے جب بھی کسی انسان کو کوئی حیرت انگیز چیز ملتی ہے تو اسے بتا دیا جاتا ہے کہ اگر تم نے یہ کیا تو تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی۔ ہمیں صرف یہ معلوم کرنا ہو گا کہ شمعون پر اس آسمانی طاقت نے کیا شرط لگائی ہے؟"

گورنر نے کہا۔ "یہ کون معلوم کر سکتا ہے؟"

وزیر بولا۔ "کوئی ایسا شخص جو شمعون کی عیسائی جماعت میں عیسائی بن کر داخل ہو جائے اور پھر اس کا اعتماد حاصل کر کے یہ راز معلوم کرے۔"

"ایسا آدمی کون ہو سکتا ہے؟" گورنر نے پوچھا۔

وزیر نے کہا۔ "یہ کام کسی آدمی کا نہیں۔ یہ کام کوئی چالاک اور خوبصورت عورت ہی کر سکتی ہے۔"

گورنر نے کہا۔ "شمعون کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ وہ ایک پاک باز، پرہیزگار اور عبادت گزار نیک

نوجوان ہے۔ عورتوں سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ہماری بھیجی ہوئی عورت کو اپنے قریب ہی نہ آنے دے۔"

وزیر بولا۔ "ایسی صورت میں اس عورت کو شمعون کی والدہ یا بہن سے دوستی بڑھانی ہو گی۔ کیونکہ ممکن ہے شمعون نے اپنی ماں یا بہن کو اپنی آسمانی طاقت کا راز بتا دیا ہو۔"

گورنر نے سٹ پٹا کر کہا۔ "تمہارا منصوبہ بہت اچھا ہے مگر خدا کے لئے جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ میں نے شاہی خبریں پہنچانے والے ہرکارے کو شہنشاہ کے پاس یہ منحوس خبر لے جانے سے روک دیا ہے۔ میں نے اسے بھاری رشوت دی ہے۔ مگر میں اسے ایک ماہ سے زیادہ نہیں روک سکتا۔ اس کے بعد اسے شہنشاہ کے پاس اس شہر کی خبریں لے کر جانا ہی ہو گا۔"

وزیر نے کہا۔ "حضور! آپ فکر نہ کریں اور یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں ایک ماہ سے پہلے پہلے شمعون کا سر آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا۔"

گورنر نے خوش ہو کر کہا۔

"اے وزیر! اگر تم اس مقصد میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں اردن اور گلیلی کا گورنر بنا دوں گا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہارے لئے سونے کا محل بنوا دوں گا۔"

وزیر نے کہا۔ "حضور! آدمی اگر دوسرے آدمی کی کمزوری کو جان لے تو پھر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ خدا حافظ!"

اور وزیر مسکراتا ہوا اپنے شاہی کمرے کی طرف چل دیا۔ گورنر کو وزیر کی باتوں سے کافی حوصلہ ہوا تھا۔ اس کے دل کو ڈھارس بندھی تھی کہ وزیر اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔"

وزیر بڑا چالاک اور تجربہ کار سیاست دان تھا۔ اس کے پاس ایک عورت تھی جس کا نام سنوگراں تھا۔ اس کی عمر تیس تبیس سال کی تھی۔ وہ بلا کی ذہین، چالاک اور ہوشیار عورت تھی۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اتنی چالاک ہے کہ آسمان کی ٹاکی اتار بھی لاتی ہے اور پھر جا کر لگا بھی دیتی ہے۔ وزیر نے اسے بلا کر ساری بات اچھی طرح سمجھائی اور کہا،

"سنوگراں! تمہیں ہر حالت میں یہ پتہ کر کے واپس محل میں آنا ہے کہ شمعون کی آسمانی طاقت کی کمزوری کیا ہے۔"

سنوگراں نے کہا۔ "حضور! یہ کنیز اپنے مقصد میں

کامیاب ہو کر بہت جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہو گی۔"

سنوگراں نے ایک غریب عورت کا بھیس بدلا اور ایک خچر پہ سوار ہو کر گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی۔

گاؤں میں شمعون نے ایک گرجا کی تعمیر کا کام شروع کر دیا تھا۔ عیسائی بڑے خوش خوش گرجا گھر بنا رہے تھے۔ شمعون اپنے گھر کے صحن میں تخت پوش پر بیٹھا تھا۔ عنبر اس کے ساتھ تھا۔ عیسائی عورتیں اس کے سامنے زمین پر بڑے ادب سے بیٹھی شمعون کی باتیں سن رہی تھیں۔ اتنے میں ایک عورت خچر سے اتر کر وہاں آئی اور اس نے آتے ہی اپنا سر شمعون کے قدموں میں جھکا دیا اور بولی۔

"اے شمعون! میں نے خواب میں تمہاری بشارت پائی تھی۔ میں دریا پار کے ایک گاؤں میں رہتی ہوں۔ میں عیسائی ہوں اور چھپ چھپ کر عبادت کرتی تھی۔ میرا باپ اور بھائی بت پرست ہیں۔ میں نے اپنا مذہب ان سے چھپا رکھا تھا۔ رات مجھے بشارت ہوئی کہ تم کو خداوند نے نئی طاقت دی ہے اور میں تمہاری خدمت کرنے آئی ہوں۔"

شمعون نے کہا۔ "بی بی! سجدہ خدا کو کیا کرتے ہیں۔ اٹھو آج سے تم بھی ان عورتوں کے ساتھ مل کر یہاں رہو اور خدا کی عبادت کرو اور لوگوں کی خدمت کرو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ عورت وزیر کی بھیجی ہوئی مکار عورت شوگراں تھی۔

رات کو کھانے پر عنبر نے شمعون سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں کسی دوسرے ملک میں جا کر کام کاج کروں۔"

شمعون نے کہا۔ عنبر بھائی! یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ یہاں خدا کی بادشاہت قائم ہونے والی ہے۔ تم کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو۔ ابھی کچھ دیر ہمارے پاس رہو۔ دیکھو خدا کس کام میں راضی ہے۔"

عنبر کو یوں محسوس ہوا جیسے شمعون کی زبان سے کوئی خاص بات نکل گئی ہو۔ اسے لگا جیسے ناگ اور ماریا کی ملاقات وہیں اسی گاؤں میں ہی ہو گی۔

اس نے کہا۔ "بہت اچھا شمعون بھائی! اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں کچھ دیر اور یہاں رک جاتا ہوں۔"

عنبر وہاں رہنے لگا۔ شوگراں نے بڑھ چڑھ کر لوگوں کی خدمت شروع کر دی۔ اور وہاں سب اسے بہت پسند کرنے لگے۔ شوگراں ایک ہوشیار عورت تھی۔ اس نے دو ایک دن میں ہی محسوس کر لیا کہ شمعون ایک نیک اور پاکیزہ خیال رکھنے والا انسان ہے۔ اس پر اس کا جادو نہیں چلے گا۔

چنانچہ اس نے شمعون کی بہن کے ساتھ دوستی گانٹھنی شروع کر دی۔ چھ سات دنوں کے اندر ہی اندر وہ شمعون کی بہن سے گھل مل گئی اور اسے اپنے ہاتھوں پر ڈال لیا۔

ایک دن شوگراں شمعون کی بہن کے ساتھ دریا پر پانی بھرنے گئی تو راستے میں شمعون کی بے حد تعریف کرنے لگی۔

"تمہارا بھائی ایک ہیرا ہے جو خداوند نے ہمیں روشنی کے لئے عطا کیا ہے۔ اس کے آنے سے ہمارے سب دکھ درد دور ہو گئے ہیں۔ خداوند نے اس کے جسم میں اپنی خاص طاقت داخل کر دی ہے۔ مگر مجھے ہمیشہ ایک بات کی فکر کھائے جاتی ہے۔

شمعون کی بہن نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"کس بات کی فکر نومی؟"

شوگراں نے اپنا نام یہاں نومی بتایا تھا۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

"خدا جب اپنے کسی خاص بندے کو اتنی زبردست طاقت دیتا ہے تو اس طاقت کی ایک کمزوری بھی ہوتی ہے جس سے وہ ساری طاقت ختم ہو سکتی ہے۔ تمہارے بھائی کی طاقت کی بھی کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہو گی۔ تمہارا بھائی ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیک اور بھولا آدمی ہے۔ اس کو اپنی کمزوری کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ مگر ہو سکتا ہے وہ اس کی حفاظت نہ کر سکے اور ایک دن اس کی طاقت جاتی رہے۔ پھر ہمارا کیا حشر ہوگا؟ آہ! ہم سب صلیبوں پر لٹکا دیئے جائیں گے۔ میں۔ تم۔ تمہاری امی اور تمہارا بھائی سب کے سب مارے جائیں گے۔"

شمعون کی بہن بہت پریشان ہو گئی۔ اس نے کہا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میرا بھائی بڑا بھولا بھالا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس کمزوری کی حفاظت نہ کر سکے یا کسی کو بتا دے جس جس میں اس کی آسمانی طاقت کا راز چھپا ہوا ہے۔ لیکن میں کیا کر سکتی ہوں۔ ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔"

شوگراں نے جب تیر نشانے پر بیٹھتا دیکھا تو بولی۔

"ہم یہ تو کر سکتی ہیں کہ شمعون بھائی کے طاقت کے راز کی خود حفاظت کریں اور کسی کو اس پر حملہ کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس طرح سے تمہارے بھائی کی آسمانی طاقت بھی محفوظ رہے گی اور ہم سب بہن بھائی عیسائیت کی آغوش میں بڑے سکون سے ساری زندگی خدا کی عبادت کریں گے اور ہمارا مذہب پھلے پھولے گا۔"

شمعون کی بہن نے کہا۔ "جب ہمیں پتہ ہی نہیں کہ بھائی شمعون کی آسمانی طاقت کا راز کیا ہے تو ہم اس کی حفاظت

کیسے کر سکتی ہیں۔"

شوگراں نے گرم گرم سرخ لوہے پر آخری چوٹ ماری۔

"یہ راز تم اپنے بھائی سے معلوم کر سکتی ہو۔"

شمعون کی بہن سوچ میں پڑ گئی۔ شوگراں نے جھٹ کہا۔

"دیکھو نا اس میں تمہارے بھائی کی جان کا سوال ہے اور ہم سب کی زندگیوں کا بھی سوال ہے۔"

شوگراں اصل میں شمعون کی بہن کو سوچنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس نے اپنی لچھے دار باتوں سے شمعون کی بہن کو قائل کر لیا اور اس نے وعدہ کر لیا کہ وہ آج رات ہی اپنے بھائی سے اس کی طاقت کا راز معلوم کرے گی۔

شوگراں نے کہا۔ "خبردار! اسے ہرگز یہ معلوم نہ ہو کہ تمہیں کسی نے اس کام پہ لگایا ہے۔ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ تمہیں وہ راز نہیں بتائے گا اور اس کی زندگی ہر وقت خطرے میں رہے گی کہ نہ جانے کب کسی کو اس کی طاقت کا راز معلوم ہو جائے اور وہ اسے ہلاک کر دے۔ تم تو جانتی ہو، یہاں سوائے چند ایک عیسائیوں کے سبھی اس کی جان کے دشمن ہیں۔"

شمعون کی بہن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں اپنی طرف سے پوچھوں گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے ہرگز ہرگز ذرا سا بھی شک نہیں ہونے دوں گی۔"
شوگراں نے شمعون کی بہن کے دل میں یہ خیال ڈال کر کہ اس کے بھائی کی جان کو خطرہ ہے، اس کے اندر بہن کے جذبات بیدار کر دیئے تھے اور اسے مکمل رازداری سے کام کرنے پر بھی مجبور کر دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنی چال میں ضرور کامیاب ہو گی۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ وہ کامیاب ہو گئی۔

○

دیوتا قتلام پر قربان کر دو

شمعون نے اپنی بہن کو بتایا۔

"میری پیاری بہن! تو میرے بارے میں ناحق پریشان ہوتی ہے۔ خداوند نے مجھے زبردست طاقت دے کر اس کا راز بھی میرے جسم میں ہی رکھ دیا ہے اور یہ راز سوائے میرے اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔"

شمعون کی بہن نے کہا۔

"پیارے بھائی! اسی لئے میں پریشان ہوں کہ اگر کسی کو وہ راز معلوم ہو گیا اور تم اس کی حفاظت نہ کر سکے تو ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔"

شمعون مسکرایا اور بولا۔

"میری بہن سنو! میری طاقت کا راز میرے سر کے لمبے بالوں میں ہے۔ جب تک میرے سر پر لمبے بال ہیں، میرے اندر زبردست طاقت موجود ہے۔ اگر کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے میرے بال مونڈ دیئے تو میری طاقت اس وقت تک جاتی رہے گی ، جب تک کہ بال دوبارہ لمبے نہیں ہو جاتے ۔"

اس کی بہن نے اطمینان کا سانس لے کر کہا ۔

"خدا کا شکر ہے کہ طاقت کا راز تمہارے اپنے پاس ہی ہے ۔ لیکن بھیا ہرگز ہرگز کسی کو اپنے بالوں تک پہنچنے نہ دینا ۔"

شمعون ہنس دیا ۔

"کیا میں پاگل ہو گیا ہوں جو کسی کو اپنے بال کاٹنے کی اجازت دوں گا ۔"

شمعون کی بہن مطمئن ہو کر واپس آ گئی اور اس نے شوگران پھپھے کٹنی کو سب کچھ بتا دیا ۔ شوگران کو اس کے دل کی مراد مل گئی تھی ۔ اور وہ اپنے مقصد میں ، اپنی چال میں کامیاب ہو گئی تھی ۔ دو ایک روز شمعون کی منڈلی میں بیٹھنے کے بعد ایک روز اس نے اپنے بھائی کو ملنے کا بہانہ بنایا اور رات کو گاؤں سے نکل کر شاہی محل کی طرف چل پڑی ۔

وزیر اس وقت سو رہا تھا ۔ شوگران نے رات اپنے گھر میں بسر کی اور صبح وزیر کے پاس پہنچ کر

اسے بتایا کہ شمعون کی طاقت کا راز کیا ہے ۔ وزیر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ وہ اسی وقت یروشلم کے رومن گورنر کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ گورنر نے وزیر کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا وہ کوئی خوشخبری لایا ہے ؟ کیونکہ شاہی ہرکارے کے روم جانے میں دو دن باقی رہ گئے تھے ۔

گورنر نے کہا ۔

"اب میں اسے زیادہ دیر تک نہیں روک سکتا ۔"

وزیر نے کہا ۔ "حضور ! میں نے شمعون کی طاقت کا راز معلوم کر لیا ہے ۔"

گورنر نے بے تابی سے وزیر کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا ۔

"وہ کیا راز ہے وزیر اعظم ! جلد بتاؤ ۔"

وزیر نے کہا ۔ "اگر شمعون کے سر کے بال کاٹ ڈالے جائیں تو وہ پھر سے ایک کمزور انسان بن جائے گا ۔"

گورنر کے مکار چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو ؟"

وزیر نے کہا ۔ "جس عورت کو میں نے یہ راز معلوم کرنے بھیجا تھا اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ راز خود شمعون نے اپنی بہن کو بتایا ہے۔"

گورنر نے خوش ہو کر کہا۔

"شاباش! تم نے میری عزت اور زندگی کو بچا لیا وزیر اعظم۔ اب یہ بتاؤ کہ شمعون کے سر کے بال کیسے تراشے جائیں؟"

وزیر نے کہا۔ "جو عورت شمعون کی طاقت کا راز معلوم کر سکتی ہے، وہ اس کے بال بھی تراش سکتی ہے۔"

گورنر نے کہا۔ "دیوتاؤں کے لئے جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ وقت بہت کم ہے۔ شاہی ہرکارہ خبریں لے کر جانے ہی والا ہے۔ میں نے اسے بڑی مشکل سے روکا ہوا ہے۔"

وزیر اعظم نے کہا۔

"اسے کچھ اور رشوت دے کر دو دن کے لئے روک لیجئے۔ دو دنوں کے بعد شمعون زنجیروں میں جکڑا آپ کے قدموں میں ہو گا۔"

گورنر بولا۔ "میں اس روز تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گا۔"

"ایسا ہی ہو گا۔"

اور وزیر اعظم مکارانہ ہنسی ہنستا سلام کر کے واپس چلا گیا۔

وزیر نے اسی روز شاہی حکیم کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس کے پاس کوئی ایسی دوا ہے جس سے جسم کے بال اُتر جاتے ہوں؟

حکیم نے کہا۔

"کیوں نہیں حضور! میرے پاس ایک بوٹی کا سفوف موجود ہے کہ اگر اسے پانی میں گھول کر آدمی کے سر پر ڈالا جائے تو اس کے سر کے اور جہاں جہاں وہ پانی گرے گا وہاں کے بال اتر جائیں گے۔"

وزیر نے کہا۔ "فوراً یہ بال اتارنے والا سفوف پیش کرو۔"

تھوڑی دیر بعد حکیم ایک ڈبی میں سفوف ڈال کر لے آیا۔ وزیر نے کہا۔

"پانی میں اس سفوف کو ڈالنے سے پانی کا رنگ تو نہیں بدل جاتا؟"

"جی نہیں۔ یہی اس سفوف کی خوبی ہے۔ پانی کا رنگ بالکل اسی طرح رہتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔" وزیر نے کہا۔
حکیم آداب بجا لا کر واپس چلا گیا۔
وزیر نے اسی وقت پھپھے کٹنی شوگراں کو بلا کر سفوف دیا اور ساری بات سمجھا دی۔
شوگراں ہنسنے لگی۔
"حضور! آپ دیکھیں گے [illegible] میں [illegible] ساری طاقت پانی میں بہا دوں گی۔"
وزیر نے کہا۔ "جس وقت تم [illegible] کے سر سے بال اتارنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ فوراً محل میں پہنچ کر اطلاع کرنا۔ شاہی دستہ شمعون کے گھر پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہوگا۔"
"جو حکم حضور!"
ایک دن اور ایک رات محل میں رہنے کے بعد شوگراں اگلی صبح کو منہ اندھیرے محل سے خچر پر بیٹھ کر پرانے کپڑے پہنے شمعون کے گھر کی طرف نکل کھڑی ہوئی۔ اس وقت شمعون سو رہا تھا۔ عنبر اور شمعون کی والدہ آنگن میں انگوروں کو صاف کر رہے تھے۔ شمعون کی بہن تنور میں روٹیاں لگا رہی تھی۔ شوگراں کو دیکھ کر اس نے کہا۔ "تم واپس آگئیں شوگراں!"

شوگراں خچر سے اتر پڑی۔ "ہاں بہن! میں بھائی سے مل آئی ہوں۔ اصل میں میرا تم لوگوں کے بغیر وہاں دل نہیں لگا تھا۔ اس لئے جلدی واپس آگئی ہوں۔"
عنبر نے کہا۔ "آؤ شوگراں یہاں بیٹھ کر انگور صاف کرو۔"
مکار شوگراں اس کے پاس بیٹھ کر انگوروں کو صاف کرنے لگی۔ عنبر نے شمعون کی ماں سے کہا۔
"گرجا گھر آدھے سے زیادہ بن گیا ہے۔ سوچتا ہوں جلد مکمل ہو جائے تو میں بھی اپنے بھائیوں سے مل آؤں۔"
"تم اپنے بہن بھائیوں کو یہاں کیوں نہیں بلوا لیتے؟" شمعون کی ماں نے کہا۔
عنبر مسکرایا اور کہنے لگا۔
"مجھے تو خود نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں۔ میں انہیں کیسے بلا سکتا ہوں!"
"کیا وہ گم ہو گئے ہیں!" شمعون کی بہن نے پوچھا۔
عنبر بولا۔ "ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔"
اور اپنے کام میں لگ گیا۔ اتنے میں والدہ نے کہا۔
"نومی! تمہارا بھائی اٹھ کر نہائے گا۔ آج اتوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ اس کے لئے پانی گرم کر دو ناں۔"

شوگراں نے جلدی سے کہا۔

"نومی بہن کوئی بات نہیں۔ تم روٹیاں پکاؤ۔ شمعون بھیا کے لئے پانی میں گرم کر دیتی ہوں۔"

اور اس نے جلدی سے مٹکے میں سے پانی نکال کر مٹی کے بڑے تسلے میں ڈالا اور اسے آگ پر رکھ دیا۔ وہ عنبر، نومی اور اس کی ماں کا جائزہ لینے لگی۔ جونہی ان کی توجہ دوسری طرف ہوئی، مکار شوگراں نے جیب سے بال اتارنے والا سفوف نکال کر پانی کے تسلے میں ڈال دیا۔

اس کی سازش کا آخری مرحلہ کامیاب ہو گیا تھا۔ جب پانی تھوڑا گرم ہوا تو اس نے نیم گرم پانی کا تسلا خود اٹھا کر صحن کے کونے میں بنے ہوئے غسلخانے میں رکھ دیا اور عنبر کے پاس آ کر انگوروں کے خوشے پانی سے دھونے لگی۔ تھوڑی ہی دیر بعد شمعون سو کر اٹھ بیٹھا اور باہر آ کر انگڑائی لے کر بولا۔

"اماں! میں نہاؤں گا۔ کیا پانی گرم ہے؟"

ماں نے کہا۔ "ہاں بیٹا! شوگراں نے تمہارے لئے پانی گرم کر کے غسل خانے میں رکھ دیا ہے۔"

شمعون نے شوگراں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"خداوند تمہارا بھلا کرے شوگراں! تم بڑی اچھی عورت ہو۔"

اور وہ غسل خانے میں نہانے کے لئے چلا گیا۔ شوگراں نے دیکھا کہ شمعون کے لمبے لمبے سیاہ بال اس کے شانوں پر لٹک رہے تھے۔ اس نے دل میں کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں یہ بال زمین پر گرے ہوئے ہوں گے۔"

شوگراں کو شمعون کے اپنے سر پر اور جسم پر پانی ڈالنے کی آواز آئی۔ شوگراں خاموشی سے اٹھی اور کسی کام کا بہانہ کر کے صحن سے باہر نکل گئی۔ باہر درخت کے نیچے ایک گھوڑا کھڑا تھا۔ اسے شمعون کی بلند پریشان کر دینے والی آواز سنائی دی۔

"ماں! میرے بال اتر گئے۔"

مکار شوگراں اسی آواز کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ گھوڑے پر بیٹھی، اسے ایڑ لگائی اور شاہی محل کی طرف گھوڑے کو ڈال دیا۔ گھوڑا بڑی تیزی سے اڑا جا رہا تھا۔ وزیر اپنے محل کے جھروکے میں گورنر کے ساتھ کھڑا شوگراں کی راہ تک رہا تھا۔ انہوں نے ایک گھوڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو محل کی طرف آتے دیکھا۔ گھوڑا سرپٹ دوڑا آ رہا تھا۔

وزیر نے گورنر سے کہا۔ "میری بھیجی ہوئی پھپھے کٹنی اپنا کام کر آئی ہے۔"

گورنر بے چینی سے گھوڑ سوار کو قریب آتے دیکھ رہا تھا۔ وہ شوگراں ہی تھی۔ گھوڑے سے اتر کر وہ سیدھی اوپر محل کے جھروکے میں آئی اور کہا۔

"حضور! حملہ کر دیں۔ شمعون کے سر کے بال اتر چکے ہیں۔"

وزیر اعظم نے خوش ہو کر شوگراں کو اپنا ہار انعام میں دے دیا۔ گورنر نے اپنی قیمتی انگوٹھی اتار کر انعام کے طور پر دی اور اپنے پیچھے کھڑے شاہی سپہ سالار کو کہا۔

"گاؤں پر حملہ کر کے شمعون کو زنجیروں میں جکڑ کر ہمارے دربار میں پیش کرو۔"

سپہ سالار نے سر جھکایا اور چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد گاؤں میں عیسائیوں کے مکانوں کو رومن سپاہی تہس نہس کر رہے تھے۔ انہوں نے شمعون اور اس کی ماں اور بہن کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ عنبر نے دس بارہ رومن سپاہیوں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔

سپہ سالار نے شمعون کی بہن کو دبوچ کر اس کی گردن پر خنجر رکھ دیا اور عنبر سے کہا۔

"اگر تم نے حملہ کیا تو میں اس لڑکی کو ہلاک کر ڈالوں گا۔"

عنبر بے بس ہو گیا۔

رومن سپاہی اس کی آنکھوں کے سامنے شمعون اور اس کی ماں اور بہن کو گرفتار کر کے شاہی محل کی طرف لے گئے۔ شمعون کے سر کے بال اترے ہوئے تھے۔ اس کی پلکوں اور بھنوؤں کے بال بھی غائب تھے۔ حکیم کے سفوف نے اپنا کام دکھا دیا تھا۔ شمعون کی ساری طاقت اس کے سر کے بالوں کے اتر جانے سے ختم ہو چکی تھی اور وہ ایک کمزور اور بے بس انسان میں بدل گیا تھا۔ گاؤں کے دوسرے عیسائیوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ گرجا گھر کو ڈھا دیا گیا تھا۔ عنبر گاؤں میں دشمنوں کے درمیان اکیلا رہ گیا تھا۔ وہ اس وقت تک واپس بھی نہیں جا سکتا تھا جب تک کہ شمعون اور اس کی ماں اور بہن کو رومن سپاہیوں کی قید سے رہا نہ کرا لیتا۔ مشکل یہ تھی کہ اگر وہ حملہ کر کے شمعون کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہے تو سپہ سالار شمعون کی ماں اور بہن کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آخر عنبر نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر رومن گورنر شمعون کو قید میں ڈال دیتا ہے اور اسے فوراً صلیب پہ لٹکانے کا حکم صادر نہیں کرتا تو وہ پہلے شمعون کی ماں اور بہن کو قید سے نکالے گا اور پھر شمعون کو بچانے کی کوشش کرے گا۔

رومن گورنر کے دربار میں شمعون کو زنجیروں سے جکڑ کر پیش کیا گیا۔ گورنر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"اب اسے زنجیروں میں جکڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ شیر تو بلی بن چکا ہے۔ لے جاؤ۔ اسے قید خانے کی سب سے اندھیری کوٹھڑی میں ڈال دو۔ ہم بہت جلد اسے صلیب پہ لٹکائے جانے کا اعلان کریں گے۔

عنبر کو جب معلوم ہوا کہ گورنر ابھی شمعون کو صلیب پہ نہیں لٹکا رہا تو اس نے شمعون کی ماں اور بہن کو قید خانے سے نکالنے کی ترکیب پہ غور کرنا شروع کر دیا۔ وہ اگر چاہتا تو فوراً محل پہ حملہ کرکے اسے برباد کر سکتا تھا۔ اس کے پاس شمعون سے بھی زیادہ طاقت تھی۔ مگر اس میں شمعون اور اس کی ماں بہن کی جان کا خطرہ تھا۔ اس لئے وہ بہت سوچ سمجھ کر اور خاموشی سے اپنی سکیم پہ عمل کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی تک اس کے ذہن میں کوئی سکیم نہیں آئی تھی۔ وہ پریشان

تھا اور وقت گزرتا جا رہا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یروشلم کا رومن گورنر بہت جلد شمعون کو صلیب پہ لٹکا دے گا۔ کیونکہ اگر اس کے سر پہ دوبارہ بال آگ آئے تو وہ سارے محل کو تباہ کر سکتا تھا۔ مگر گورنر نے وزیر اعظم کو حکم دے دیا تھا کہ شمعون کے سر کے بال ہر روز استرے سے مونڈ دیئے جائیں۔ تاکہ اس کی طاقت کے واپس آنے کا ذرا سا بھی امکان نہ رہے۔

آخر جب عنبر کے دماغ میں کوئی ترکیب نہ آئی تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ ایک بار پھر رات کے اندھیرے میں پہاڑی والے شاہی قید خانے کی دیوار پھاڑ کر اندر جایا جائے اور شمعون کی ماں اور بہن کو تلاش کرکے وہاں سے نکالا جائے۔ کیونکہ عنبر کو معلوم تھا کہ یروشلم میں وہی ایک قید خانہ ہے اور شاہی قیدی وہیں ڈالے جاتے ہیں۔

عنبر کو اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کا کئی بار خیال آیا۔ مگر وہ اس سے کوئی مدد نہیں لے سکتا تھا۔ اسے چاندنی رات میں رگڑنے سے وہ کسی دوسری جگہ پہنچ سکتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ شمعون اور اس کی ماں بہن کو مصیبت میں چھوڑ کر چلا جائے۔

جب رات کا گہرا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا۔ ہر شے رات کی سیاہی میں ڈوب گئی تو عنبر خاموشی سے گھوڑے پہ سوار ہو کر شاہی قید خانے والے ٹیلے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کچھ زیادہ ہی تاریک تھی ۔ لیکن عنبر کو اندھیرے میں بھی ہر شے دکھائی دے رہی تھی ۔ وہ پہاڑی کا چکر کاٹ کر پیچھے کی طرف آگیا ۔ یہاں اس نے گھوڑے کو ایک درخت کے سائے میں باندھا اور خود رسی لے کر تہہ خانے کی عقبی دیوار کے پاس آگیا۔ رسی وہ گاؤں سے لے کر چلا تھا ۔ اس نے رسی کے آگے پھندا سا بنا رکھا تھا۔

دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے رسی کو پوری طاقت سے اوپر برجی کی طرف اچھالا ۔ رسی کا پھندا برجی میں پڑ گیا ۔ عنبر رسی کی مدد سے دیوار پر چڑھ گیا۔ برجی کے پاس بیٹھ کر اس نے دیکھا کہ چھت پر کوئی نہیں تھا ۔ وہ اٹھنے ہی والا تھا کہ دو سپاہی باتیں کرتے بارہ دری کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف آنے لگے۔ عنبر برجی کے پیچھے چھپ گیا۔ سپاہی باتیں کرتے آگے نکل گئے ۔

عنبر اندھیرے میں رینگتا ہوا بارہ دری کے اندر چلا گیا ۔ یہاں سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ عنبر سیڑھیاں اترنے لگا۔ آخری سیڑھی پر کسی نے اسے للکارا ۔

"کون ہو؟"

عنبر کو اس بار بھی خفیہ کوڈ لفظ معلوم نہیں تھا جو اس رات کے لئے مقرر کیا گیا تھا ۔ اس نے رومن زبان میں آہستہ

سے کہا ۔

" خاموش بدتمیز ۔ سپہ سالار آرہا ہے "

سپاہی خاموش ہو گیا ۔ عنبر جب اس کے قریب آیا تو سپاہی کی گردن دبوچ لی ۔ سپاہی کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز ہی نکل سکی اور وہ دم گھٹنے سے مر گیا ۔ عنبر نے جلدی سے اس کا لباس اتار کر خود پہن لیا ۔ وہ اس کی لاش اندھیرے میں ڈال کر آگے بڑھا تو اسے دو سپاہی پہرہ دیتے ملے ۔ عنبر نے بجائے اسکے کہ وہ اسے للکاریں ۔ اس نے آواز دے کر پوچھا ۔

"کون ہے ادھر؟"

ان میں سے ایک سپاہی نے کہا ۔

" کالا ہرن "

عنبر سمجھ گیا کہ اس رات کا خفیہ کوڈ لفظ کالا ہرن ہے ۔ سپاہی یہ سمجھے کہ عنبر بھی سپاہی ہے اور رات کو پہرہ دے رہا ہے ۔ وہ تہہ خانے میں آگیا ۔ یہاں اندھیرے میں پھر کسی سپاہی نے اسے للکارا ۔ "کون ہے؟"

عنبر نے کہا ۔ "کالا ہرن"

سپاہی نے کہا ۔ "کالا ہرن تو اوپر والی منزل کا کوڈ ہے ۔ تہہ خانے کا کوڈ بتاؤ "

عنبر کو پسینہ آگیا ۔ کیونکہ تہہ خانے کے خفیہ کوڈ کا لفظ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں معلوم تھا۔ وہ سوچتا ہی رہا تھا کہ دونوں سپاہی اس پر ٹوٹ پڑے۔ عنبر نے ان دونوں کو پکڑ کر ایک کو تو وہیں ہلاک کر دیا اور دوسرے کی پسلی میں خنجر کی نوک رکھ کر کہا۔

"شمعون کی ماں اور بہن کہاں قید ہیں؟ جلدی بتاؤ نہیں تو تمہیں بھی ہلاک کر دوں گا۔"

سپاہی نے گڑگڑا کر کہا۔ "کسی سے میرا نام نہ لینا۔ وہ کوٹھڑی نمبر ۴ میں قید ہیں۔"

"کہاں ہے وہ کوٹھڑی؟"

"اسی تہہ خانے میں آگے جا کر ہے۔"

عنبر نے سپاہی کے سر کے پیچھے ایک ہلکا سا مکا مارا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عنبر کوٹھڑی نمبر ۴ کے پاس آیا تو وہاں بھی دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ وہ سمجھے کہ عنبر بھی کوئی رومن سپاہی ہے مگر جب عنبر قریب گیا تو انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"تم کون ہو؟" ایک سپاہی نے پوچھا۔

عنبر نے اس کے سر پر زور سے ہاتھ مارا۔ اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی۔ دوسرے سپاہی نے تلوار کا وار کیا۔ عنبر کے جسم سے لگ کر تلوار ٹوٹ گئی۔ عنبر نے سپاہی کو پکڑ کر دیوار کے ساتھ دے مارا۔ سپاہی کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور وہ سانس

لئے بغیر مر گیا۔

عنبر نے کوٹھڑی نمبر ۴ کا تالا توڑا۔ وہ اندر گیا تو شمعون کی ماں اور بہن نومی گھاس پر بُری حالت میں پڑی تھیں۔ عنبر نے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ جلدی کرو۔"

انہوں نے عنبر کو دیکھا تو جلدی سے اٹھ کر اس کے پیچھے کوٹھڑی سے باہر نکل آئیں۔ عنبر انہیں اندھیری راہ داری میں سے لے کر اوپر چھت پر آ گیا اور پھر کمند کی مدد سے نیچے اتار کر گھوڑے پر بٹھا کر کہا۔

"تم دونوں کو راتوں رات اس ملک کی سرحد سے نکل جانا ہے۔"

شمعون کی ماں نے کہا۔ "میں دمشق میں اپنی چھوٹی بہن کے پاس چلی جاؤں گی مگر میرے بیٹے شمعون کا کیا بنے گا؟"

عنبر نے کہا۔ "اسے بھی میں سنبھال لوں گا۔ تم لوگ اب یہاں سے نکل جاؤ۔"

اور شمعون کی ماں اور بہن گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی وہاں سے نکل کر رات کے اندھیرے میں گم ہو گئیں۔

عنبر گاؤں میں آ کر چھپ گیا۔

دن نکلا تو شور مچ گیا کہ شمعون کی ماں اور بہن شاہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قید خانے سے ایک بار پھر فرار ہو گئے ہیں۔ سپاہی کاڑوں میں آکر انہیں تلاش کرنے لگے۔ عنبر دریا کے کھنڈر میں آ گیا۔ اسی روز یروشلم کے رومن گورنر نے اعلان کر دیا کہ شمعون کو یروشلم کے سب سے بڑے مندر میں قتلام کے بُت کے آگے ذبح کر کے قربان کر دیا جائے گا۔

یہودی اور بُت پرست لوگ بڑے خوش تھے کہ ایک عیسائی لیڈر کو ان کے دیوتا کے بُت کے آگے ذبح کر کے قربان کیا جائے گا۔ وہ بڑے مندر کی طرف یہ تماشہ دیکھنے کے لئے چل پڑے۔ شمعون کی قربانی کا وقت رات کے بارہ بجے مقرر کیا گیا تھا۔ شام ہوتے ہوتے مندر میں لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ یہ مندر بہت بڑا تھا اور اس کے پچاس ستون تھے۔ جن کے اوپر مندر کی اوپر والی منزلیں کھڑی تھیں۔ گیلری میں گورنر اور وزیر اور درباریوں کے لئے مخمل کے گدیلوں والی کرسیاں بچھی تھیں۔ قتلام کا بہت بڑا بُت درمیان میں ایک چبوترے پر رکھا تھا۔ بُت کے قدموں میں سنگِ مرمر کی ایک لمبی سِل لا کر رکھی گئی۔ پجاری، پروہت اور کاہن آنا شروع ہو گئے۔ اس سِل پر شمعون کو لٹا کر اسے ذبح کیا جانا تھا۔

عنبر بھی بھیس بدل کر اس مندر میں پہنچ گیا۔ وہ لوگوں کے درمیان میں سے گزرتا ہوا ان بڑے بڑے پتھر کے ستونوں کو دیکھ

رہا تھا جن پر وہ گیلریاں کھڑی تھیں جن میں شاہی خاندان کے لوگ، درباری، وزیر اعظم اور گورنر یروشلم بیٹھے شمعون کی قربانی کے منظر کا انتظار کر رہے تھے۔

جب رات کے بارہ بج گئے۔ سارا مندر لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا اور شاہی گیلریوں میں شاہی خاندان کے لوگ جم کر بیٹھ گئے تو عنبر کھسکتا ہوا ان گیلریوں کے نیچے والے بڑے بڑے ستونوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

گورنر نے گیلری میں بیٹھے بیٹھے حکم دیا۔

"قربانی شروع کی جائے۔"

کاہن نے چھُرا نکالا اور اسے تیز کرنے لگا۔ دوسرے کاہن نے اشارہ کیا۔ چار آدمی شمعون کو رسیوں میں جکڑے ہوئے لے کر مندر کے صحن میں داخل ہوئے۔ اس کے سارے جسم کو رسیوں سے باندھ رکھا تھا اور کاہن اسے گھسیٹ گھسیٹ کر لا رہے تھے۔ عنبر خاموشی سے ایک بے گناہ مظلوم انسان کے ساتھ ہوتا ہوا یہ ظلم دیکھتا رہا۔ اب وہ ستونوں کے بالکل درمیان آکر ٹھہر گیا اور اس نے دونوں بازو پھیلا کر ستونوں کو تھوڑا سا زور لگایا۔ عنبر کا تھوڑا سا زور لگانا بھی بہت تھا۔ ستون پتھر کے تھے اور بہت بڑے تھے اور بے حد مضبوط تھے۔ مگر عنبر کے زور لگانے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ذرا سے چرچرائے۔

عنبر نے ہاتھ پیچھے کر لیے۔ جب اس نے دیکھا کہ شمعون کو کاہن نے چبوترے پر لٹا دیا ہے اور وہ ستونوں اور گیلریوں کی زد سے بالکل محفوظ ہے تو عنبر نے منہ اوپر اٹھا کر ایک زبردست چیخ ماری۔ یہ چیخ ایسی بھیانک اور دل ہلا دینے والی تھی کہ مندر میں سناٹا چھا گیا۔ سب کے رنگ اڑ گئے کہ چیخ کی یہ بھیانک آواز کہاں سے آئی ہے۔

اب عنبر نے پتھر کے ستونوں کو دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر پرے دھکیلنا شروع کر دیا۔ عنبر اپنی ساری طاقت خرچ کر رہا تھا۔ پتھر کے ستون چرچرائے۔ ان کی مٹی گری۔ جوڑ اپنی جگہ سے ہلے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ستون زبردست دھماکے کے ساتھ صحن میں گر پڑا۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔ عنبر نے جھٹکے سے دوسرا ستون بھی گرا دیا۔ دوسرے ستون کے گرتے ہی ساری گیلریاں گورنر، وزیر، درباریوں اور سپہ سالار اور شاہی خاندان کے لوگوں کو لے کر دھڑام سے نیچے آن گریں۔ ایک کہرام بپا ہو گیا۔ لوگ پتھروں کے نیچے پھنس گئے۔ یروشلم کا گورنر، اس کا وزیر شوگراں، سپہ سالار اور سارے شاہی خاندان کے لوگ اور

درباری پتھروں میں کچلے گئے تھے۔ کاہن اور پجاری اپنی جان بچا کر بھاگ رہے تھے۔ ان دونوں ستونوں کے گر جانے سے مندر کی دوسری منزل بھی گرنا شروع ہو گئی تھی۔ عنبر کے اوپر بھی کئی پتھر گر پڑے۔ مگر اسے تو پتھر کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ وہ پتھروں میں سے ہو کر تیزی سے شمعون کے پاس پہنچا۔ شمعون زندہ تھا۔ اس پر کوئی پتھر نہیں گرا تھا۔ اس لیے کہ وہ مندر کے وسط میں تھا اور اس کے اوپر کوئی چھت نہیں تھی۔

قتلام کا بت ایک بڑے پتھر کے لگنے سے دوسری جانب گر کر پاش پاش ہو چکا تھا۔

عنبر نے جلدی جلدی شمعون کی رسیاں کھول کر اسے آزاد کیا۔ اس نے اپنی ماں اور بہن کے بارے میں پوچھا۔

عنبر نے کہا۔ "میں نے انہیں پہلے ہی دمشق کی جانب روانہ کر دیا ہے۔"

عنبر اور شمعون تباہ و برباد مندر میں پڑی ہوئی بت پرستوں کی لاشوں کے درمیان سے گزر کر باہر آ گئے۔ اندھیری رات میں ہر طرف چیخ و پکار مچی ہوئی تھی۔ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ زلزلہ آ گیا ہے۔ عنبر اور شمعون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھوڑوں پر بیٹھے اور ان کے گھوڑے رات کے اندھیرے میں ملک دمشق کی طرف دوڑنے لگے۔

○

عنبر دمشق پہنچنے کے بعد کہاں روانہ ہوا؟
ناگ کو عنبر ماریا کی تلاش میں کن رونگٹے کھڑے کر دینے والے حالات سے گذرنا پڑا؟
اور ماریا اور کیٹی بمبئی شہر سے باہر سمندر میں درگاہ شریف پر پہنچیں تو انہیں جو پُر اسرار سادھو ملا وہ کون تھا؟
عنبر ناگ ماریا پھر کہاں اور کس طرح ملے؟
یہ آپ اگلی قسط نمبر ۴۷ "ماریا سانپ بن گئی" میں پڑھیں گے۔ آج ہی لطف اٹھانے کے لئے اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا
کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

نیا مکتبہ اقرا
۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸

PDFBOOKSFREE.PK